حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

سیرت

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

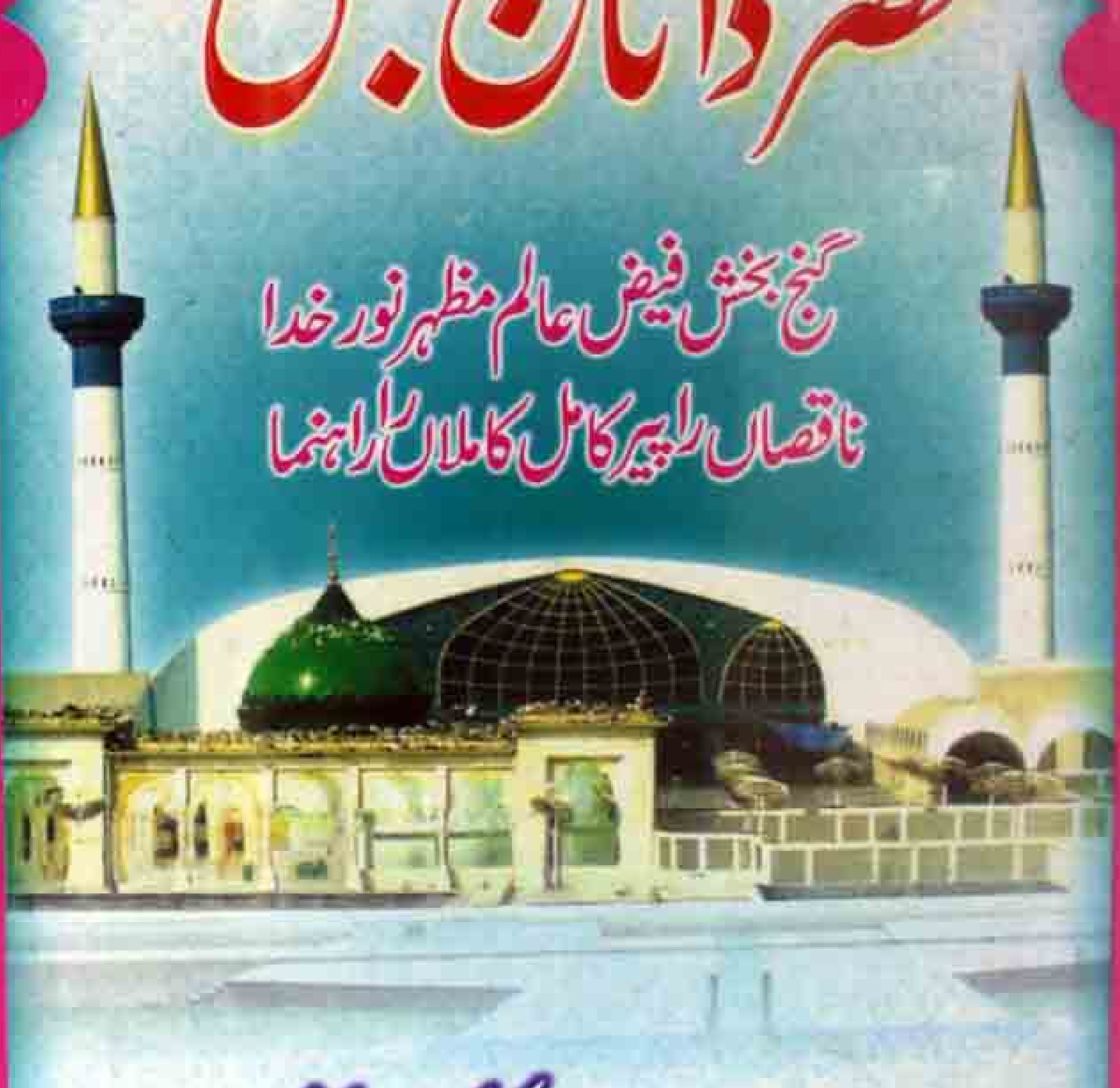

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تالیف:
علامہ شمس الدین چشتی

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ پر منفرد کتاب

سیرتِ طیبہ

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مصنف

علامہ شمس الدین چشتی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	سیرت طیبہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف	....	علامہ شمس الدین چشتی
معاون خصوصی	....	صوفی محمد نذیر
تعداد	....	۶۰۰
تاریخ اشاعت	....	۲۰۰۵ء
کمپوزنگ	....	عبدالسلام/قمرالزمان راکل پارک لاہور
ناشر	....	محمد اکبر قادری عطاری
قیمت	....	90/ روپے

ملنے کا پتہ

اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

نیو القمر بک کارپوریشن گنج بخش روڈ لاہور

قادری کتب خانہ مین بازار داتا دربار لاہور

Marfat.com

فہرست

سیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم .... شمس بریلوی ۹
☆ سیرتِ طیبہ حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۲۷
شجرۂ نسب ۲۷
ولادتِ مبارک ۲۷
خاندان ۲۸
والدِ گرامی ۲۹
والدہ گرامی ۳۰
حلیہ مبارک ۳۱
☆ تعلیم و تربیت ۳۲
قرآن پاک کی تعلیم ۳۳
آپ کا بچپن ۳۳
حصولِ علم شریعت ۳۴
طالب علمی کے دور کا ایک واقعہ ۳۵
☆ سلسلہ بیعت اور مرشد طریقت ۳۶
تربیتِ اساتذہ ۳۷
مرشدِ کامل کی کرامت ۳۸
اطاعتِ مرشد کا واقعہ ۳۹
تصرف کا واقعہ ۳۹
وصالِ مرشد ۴۰

Marfat.com

☆ سیر و سیاحت ۴۰

سامانِ سفر ۴۱

سیر و سیاحت کے علاقے ۴۳

خراسان ۴۳

نیشاپور ۴۴

آذربائیجان ۴۵

طوس ۴۶

سرخس ۴۶

نسا و مرو ۴۷

ماوراء النہر ۴۸

فرغانہ ۵۰

خوزستان ۵۰

طبرستان ۵۱

بخارا ۵۱

اہواز ۵۲

کرمان ۵۲

فارس ۵۲

دمشق ۵۳

بغداد ۵۴

☆ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور میں تشریف آوری ۵۶

لاہور کے سیاسی اور مذہبی حالات ۵۹

لاہور کے سیاسی حالات ۵۹

مجلسی حالت ۶۲

Marfat.com

مذہبی حالت ۶۳
تبلیغِ اسلام ۶۴
لاہور میں تعمیر مسجد ۶۶
درسگاہ ۶۷
لقب گنج بخش ۶۸
حضرت کے روحانی مدارج ۷۰
☆ کرامات ۷۲
محراب سے کعبہ نظر آنے کا واقعہ ۷۳
دودھ میں برکت کا واقعہ ۷۴
ہندوؤں کا مسلمان ہونا ۷۶
دینِ حق کی سربلندی کا واقعہ ۷۷
لاہور کے ایک سوداگر کا واقعہ ۷۸
بھٹی قوم کے قبولِ اسلام کا واقعہ ۷۹
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملک ایاز کی عقیدت مندی کا واقعہ ۸۰
طاعون کی بیماری سے شفایابی کا واقعہ ۸۱
☆ اخلاق و عادات ۸۳
اندازِ گفتگو ۸۳
عفو درگزر ۸۴
سخاوت اور فیاضی ۸۵
خودداری ۸۶
ایثار و قربانی ۸۷
عاجزی و انکساری ۸۸
لباس ۸۹

Marfat.com

خوراک ۹۱
راہِ راست کی تلقین ۹۲
ازدواجی زندگی ۹۴
حنفی مسلک ۹۵
☆ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ۹۷
۱-کشف المحجوب ۹۸
۲-کشف الاسرار ۹۸
۳-منہاج الدین ۹۹
۴-دِیوان علی ہجویری ۹۹
۵-الرعایت بحقوق اللہ ۹۹
۶-کتاب فنا و بقا ۱۰۰
۷-اسرار الخرق والمؤنات ۱۰۰
۸-نحو القلوب ۱۰۰
۹-البیان لاہل العیان ۱۰۱
۱۰-شرح کلام ۱۰۱
۱۱-دیوانِ شعر ۱۰۱
☆ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۲
مزار مبارک ۱۰۳
مقبرہ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳
روحانی منظر ۱۰۵
☆ مزارِ اقدس پر اولیائے عظام اور بادشاہوں کی حاضری ۱۰۸
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۹
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰

Marfat.com

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۱
حضرت شیخ بہلول دریائی قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
حضرت شیخ حسن علائی سہروردی حسو تیلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
شہزادہ داراشکوہ ۱۱۲
ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی ۱۱۳
☆ سماع اور حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴
☆ حکایات ۱۱۷
حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷
حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی بردباری اور تحمل ۱۱۸
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دریا دِلی ۱۱۸
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ۱۱۹
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا واقعہ ۱۲۰
حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ۱۲۱
سب سے بہتر حلال کا واقعہ ۱۲۳
اخلاصِ نیت کے اثر کا واقعہ ۱۲۴
سچ کی برکت کا واقعہ ۱۲۴
حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ ۱۲۵
حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا واقعہ ۱۲۵
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ ۱۲۶
شرک کیا ہے؟ ۱۲۶
حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ ۱۲۷
غیبی رزق کی امداد کا واقعہ ۱۲۷

Marfat.com

درویش اور بادشاہ کا واقعہ ۱۲۸
نفس کے عیوب سے بچاؤ کا واقعہ ۱۲۸
ایک ولی اللہ کے وصال کا واقعہ ۱۲۹
دس درویشوں کے ایثار کا واقعہ ۱۲۹
راہِ خدا میں مرنے کا واقعہ ۱۳۰
ایک چرواہے کی کرامت کا واقعہ ۱۳۰
حضرت مسلم مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا واقعہ ۱۳۱
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سمجھانے کا اثر ۱۳۱
شیطان سے بچنے کا واقعہ ۱۳۲
حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ۱۳۳
☆ اقوالِ زریں حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴
☆ حضرت سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف ۱۳۷
وصال معظم ۹ محرم الحرام ۴۶۵ ہجری ۱۷
☆ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں فجر کی نماز
اور دُعا کے بعد جو اشعار پڑھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں ۱۴۰
☆ مدح حضرت سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
☆ ہمارا داتا رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۱
☆ حضرت سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ہم نشینی سے جو شرف حاصل کیا تھا اور جس قدر شرف اندوز ہوئے تھے اور تزکیہ نفس کی جس منزل پر پہنچے تھے اس کی بشارت خود قرآن پاک نے دی ہے اور ہم نشینی رسول خدا کے فیضان کو اس طرح ظاہر فرمایا وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ ۔ کتاب وحکمت ہی کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ خلفائے راشدین اور دیگر حضرات صحابہؓ میں سے ہر متنفس اور ہر ہستی پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق سے متصف تھی اور ان میں سے ہر ایک کمالات انسانی کے منتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اصحاب صفہ میں سے ہر ایک پاک دیدہ و پاک بین، توکل و رضا کا پیکر اور صدق و صفا کا ایک مرقع تھا، تاریخ اسلام میں انہی نفوس قدسیہ کو صوفیائے کرام کا پہلا گروہ کہا جاتا ہے۔ یعنی تصوف اسلام کا پہلا دور انہیں حضرات پر مشتمل تھا۔ تصوف کے بنیادی اصول یا ارکان تصوف، استغراق عبادت (یادحق) توبہ، زہد، ورع، فقر، توکل اور رضا، شریعت میں بھی اسی اہمیت کے حامل ہیں جس طرح طریقت میں تھے اور تصوف کے ابتدائی دور میں رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اصحاب صفہ میں سے ہر ہستی انہی اوصاف حمیدہ اور فضائل کی آئینہ دار تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار تاریخ اسلام آج بھی فخر سے پیش کرتی ہے کہ گھر میں جس قدر اثاثہ تھا وہ تمام وکمال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیقؓ اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟ تو جواب دیا ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ اسی کا نام کمال ایثار اور کمال توکل ہے۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور خوف و

Marfat.com

رجاء کا یہ حال تھا اور آپ کے فقر اختیاری کی صورت یہ تھی کہ ہمیشہ یہ دعا فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ابْسَطِی الدُّنْیَا وَ زَھِّدَنِی عَنْھَا (اے اللہ دنیا کو میرے لیے فراخ فرما پھر مجھے اس سے بچا) آپ نے اپنی زندگی میں یہ پاکیزہ صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے اخذ کیے تھے اور معرفت خداوندی کے تمام اسرار و رموز آپ ہی سے سیکھے تھے اسی بنا پر حضرت شیخ علی ہجویری قدس سرہٗ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسلک تصوف کا امام گردانتے ہیں اور اکثر سلاسل تصوف آپ ہی پر منتہی ہوتے ہیں۔

یہی حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا زہد و فقر کی یہ حالت تھی کہ لوگوں نے آپ کے جسم مبارک پر کبھی کوئی ایسا کپڑا نہیں دیکھا جو پیوند دار نہ ہو' دنیا کے بارے میں آپ کا مشہور مقولہ ہے۔ ''جس گھر کی بنیاد مصیبتوں پر رکھی گئی ہو اس کا بغیر مصیبت کے ہونا محال ہے۔''

صبر و توکل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ اپنی مثال تھے۔ عظیم سے عظیم تر مصیبت پر بھی آپ نے صبر و توکل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایثار و انفاق فی سبیل اللہ کا بھی یہی حال تھا۔ مدینہ منورہ میں بئر عثمانؓ آج بھی آپ کے اس فضل کی نشانی موجود ہے' آپ بارہ سال تک خلیفہ رہے اس مدت کے ساٹھ ہزار درہم وظیفہ خلافت سے آپ نے ایک درہم بھی لینا قبول نہیں کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ شب ہجرت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے شب بھر بستر رسالت پر دراز رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عزیز کو اپنی جان پر مقدم سمجھا۔ سادگی' فقر' رضائے الٰہی اور معرفت الٰہی میں بھی آپ بڑے ممتاز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کی بنیاد پر تصوف کے بہت سے سلاسل آپ پر منتہی ہوتے ہیں چنانچہ سرخیل ارباب تصوف حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ شیخنا فی الاُصول والبَلاءِ علی المرتضیٰ یعنی اصول معرفت اور آزمائش میں ہمارے مرشد

Marfat.com

(شیخ) علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استغراق عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کو دنیا کی کچھ خبر نہیں رہتی' حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں سورۃ الفتح کی ان آیات' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ تا اَجْرًا عَظِیْمًا ○ کی تفسیر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیات حضرات عشرہ مبشرہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور تَرَاھُمْ رُکَّعًا سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات والا ہے۔

خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ کے بعد اصحاب صفہ ان صفات ستودہ کا مظہر کامل تھے یہ وہ غریب و نادار حضرات تھے جو محض اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں مکہ سے اپنا گھر بار چھوڑ کر دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آ گئے تھے' رہنے کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترہ (صفہ) تعمیر کروا دیا تھا اس چبوترے پر ان حضرات کے شب و روز تنگدستی اور عسرت میں بسر ہوتے تھے اور یہ حضرات عبادت' ذکر الٰہی اور مجاہدہ نفس میں اپنے شب و روز بسر فرماتے تھے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں ان کا ذکر بڑی تفصیل سے آیا ہے۔

یہی حضرات دور اول یا دور رسالت و خلافت راشدہ کے ارباب تصوف ہیں' خاص طور پر اصحاب صفہ کی زندگی تو صوفیائے کرام کی زندگی اور ان کے صوفیانہ خصائل کی صحیح تصویر تھی۔ یہی صوفیانہ خصائل و کردار بعد کے ارباب حال اور اصحاب تصوف کے لئے نمونہ تقلید بن گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حالات کا مشاہدہ فرمانے کے بعد اس طرح ان کو خوشخبری اور بشارت دی۔

> "اے اصحاب صفہ! تمہیں بشارت ہو! پس میری امت میں سے جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں گے۔ جن سے تم متصف ہو اور ان پر رضا مندی سے قائم رہیں گے تو بیشک جنت میں میرے ہمنشین ہوں گے"۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی بشارت اور حضرت والا کا یہی ارشاد تصوف کی عملی زندگی کا بنیادی نقطہ ہے۔ تصوف کے دور عروج تک صوفیائے کرام کی پاکیزہ

Marfat.com

زندگیاں اور ان کے پاکیزہ نفوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو منتہائے مقصود بنائے رہے اور یہی بے سروسامانی ان کا سرمایہ زندگانی تھا اور الفقر فخری ان کا تاج شاہانہ۔

دور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین:

تصوف کے دور اول کے سلسلہ میں مختصراً عرض کر چکا ہوں تصوف کا دوسرا دور تابعین کا دور ہے۔ یہ دور تقریباً ایک سو سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے یعنی ۴۴ھ سے ۱۵۰ ہجری تک اس دور تابعین میں اصحاب تصوف میں دو بزرگ ہستیاں بہت نمایاں ہیں ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن سے سلوک میں نظریہ اویسی کی بنیاد پڑی اور دوسری بزرگ ہستی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ قرن کے رہنے والے تھے اور عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بحیات تھے لیکن شرف دیدار حاصل نہ کر سکے' محبت رسول کا یہ عالم تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پُرعظمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر آپ کو پہنچایا۔ آپ کے متعلق بہت سے واقعات تاریخ تصوف میں موجود ہیں۔ محبت رسول اور یاد الٰہی میں آپ کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہتے تھے جب لوگ روتے تھے تب آپ ہنستے تھے اور جب یہ لوگ ہنستے تھے تو آپ روتے رہتے تھے۔ آپ مدتوں تک بادیہ گردی کرنے کے بعد کوفہ چلے گئے اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں جام شہادت نوش کیا۔

(۲) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا صحیح سال پیدائش تو تحقیق نہیں ہو سکا البتہ آپ کا سال وفات ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۸ء ہے آپ مشہور تابعین سے ہیں آپ کو بھی بکثرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا فیض محبت حاصل ہوا۔ زہد' ورع' صبر اور خشیت الٰہی آپ کے خاص اوصاف تھے۔ خضوع وخشوع کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے تھے جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ نماز عذاب سے زیادہ قریب ہے تابعین میں آپ کے علاوہ اور بھی صوفیائے کرام موجود تھے لیکن تاریخی اعتبار سے مذکورہ حضرات زیادہ نمایاں

Marfat.com

شخصیت کے مالک ہیں' تصوف کے بہت سے سلاسل آپ سے شروع ہوتے ہیں۔

دور تبع تابعین:

تبع تابعین میں جو صوفیائے کرام گزرے ہیں ان میں دور ۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ء سے ۳۵۰ھ مطابق ۹۶۱ء تک متعین کیا گیا ہے اس دو صد سالہ دور میں اسلامی تصوف کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں مختصراً یہ کہ' یہ دور تصوف کا دور زریں کہلاتا ہے' اس دور کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ زہاد' عباد اور نساک حضرات کو صوفی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ لفظ صوفی کا سب سے پہلے استعمال (صوفی) ابوالہاشم رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۱ھ مطابق ۷۶۸ء) سے ہوا وہ دنیائے تصوف میں سب سے پہلے صوفی سے مخاطب کئے گئے۔ حضرت ابوہاشم رحمتہ اللہ علیہ کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن ان کا انتقال شام میں ہوا۔

مسجدیں اس دور میں خونریزی اور سفاکی کی آماج گاہ بن گئی تھیں سکون قلب اور خضوع وخشوع کے ساتھ ان مسجدوں میں ذکر الٰہی ممکن نہ تھا اس لئے ابوالہاشم کوفی نے شام کے مقام رملہ میں عیسائیوں کے صومعہ کی طرح روحانی تربیت اور ذکر الٰہی کے لئے سب سے پہلے خانقاہ تعمیر کرائی۔ دنیائے تصوف میں یہ سب سے پہلی خانقاہ ہے۔ تبع تابعین کے دور میں نظری اور عملی تصوف میں بہت سی تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ ترک دنیا کا مفہوم عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف اس قدر تھا کہ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِدِ سَبِیْل لیکن اس کے ساتھ یہ حکم بھی موجود تھا کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃ' یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے گویا دست بکار و دل بہ یار! لیکن تبع تابعین کے دور میں ترک دنیا کا مفہوم یکسر بدل گیا۔ بادیہ پیمائی' صحرا نشینی اور ترک تعلقات کا نام ترک دنیار رکھا گیا اور اس کا سبب وہی ملکی انتشار اور سیاسی ابتری تھا۔

حُب الٰہی کا نظریہ پہلے بالواسطہ تھا یعنی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حب الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ

Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو تم میری اتباع اور پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا) اب یہ نظریہ بلاواسطہ ہو گیا۔ اب ذریعہ ذکر و مراقبہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جانے لگی۔ حضرت رابعہ عدویہ (متوفی ۲۲۷ھ مطابق ۸۰۱ء) سے یہ نظریہ وجود میں آیا۔ یہ محترمہ بھی بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت ذوالنوان مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ھ مطابق ۸۵۹ء) نے نظریہ وحدت الوجود کو پیش کیا۔ حضرت بایزید بسطامی (المتوفی ۲۶۱ھ مطابق ۸۷۵ء) تبع تابعین کے دور کے مشائخ عظام میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی (متوفی ۲۹۷ء مطابق ۹۱۰ء) تبع تابعین میں بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ان کو شیخ المشائخ طریقت میں اور امام الائمہ شریعت میں تسلیم کرتے ہیں۔ آپ بھی نظریہ وحدت الوجود کے زبردست ہم نوا تھے۔ حسین بن منصور حلاج (المتوفی ۳۰۹ھ مطابق ۹۳۶ھ) یہ فارس کے شہر بیضا کے رہنے والے تھے۔ مدتوں مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہے اور آخر کار پھرتے پھراتے بغداد پہنچے اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے' نظریہ وحدت الوجود میں توغل اور انتہا پسندی کی بدولت ان کو ۹۳۶ء میں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی (المتوفی ۳۳۴ھ مطابق ۹۴۹ء) تبع تابعین کے دور کے مشہور صوفی اور سرخیل سلاسل طریقت ہیں۔ آپ بھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے' اور نظریہ وحدت الوجود کے زبردست اور عظیم داعی تھے' دور تبع تابعین میں ان مشاہیر صوفیائے کرام کے علاوہ اور دیگر حضرات اور ان حضرات کے مریدین اطراف و اکناف ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تعلیم طریقت اور اس کی اشاعت میں مصروف تھے۔

دورِ متاخرین:

تبع تابعین میں عملی تصوف نے علمی تصوف کی شکل بھی اختیار کر لی تھی دور متاخرین میں بھی چند اکابرین صوفیائے ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مرشدین و اسلاف کرام کی طرح تصوف کے مشکل اور اہم نظریات کی علمی تشریح کی طرف خاص

Marfat.com

طور پر توجہ فرمائی اور ان علمی تشریحات کی بدولت (جن کو تصوف میں ان کی تصانیف کہنا چاہئے) ان کے نام تاریخ تصوف میں تابندہ پائندہ ہیں' دور متاخرین کے ایسے اکابر صوفیاء میں حضرت شیخ علی بن عثمان جلابی ہجویری (متوفی ۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۳ء) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ء) حضرت شیخ محی الدین ابن اکبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۸ھ مطابق ۱۲۷۳ء) اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۶۷۲ھ) خاص طور پر بہت نمایاں ہیں اور ان کے علمی کارنامے دنیائے تصوف ہی میں نہیں بلکہ دنیائے اسلام میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ یہاں میں حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں' باقی حضرات کے سلسلہ میں انشاء اللہ کسی اور موقع پر تفصیل سے لکھوں گا' ان چند صفحات میں حضرت علی بن عثمان الجلابی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آپ کے نظریات اور آپ کے علمی شاہکار' کشف المحجوب کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہی اس دیباچہ کی نگارش کا اصل مقصود ہے۔

حضرت شیخ علیؒ ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ:

آپ کا اسم گرامی خود آپ کی تحریر کے مطابق ''علی بن عثمان جلابی یا علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ہے' آپ غزنیں (غزنی) کے قریہائے جلاب و ہجویر کے رہنے والے تھے اسی مناسبت سے کبھی آپ خود کو جلابی اور کبھی ہجویری تحریر فرماتے ہیں آپ نے ''کشف المحجوب'' میں متعدد جگہ اپنا نام نامی تحریر فرمایا ہے اور اس کی توجیہہ بھی فرمائی ہے' (قارئین ترجمہ میں اس کی توجیہہ ملاحظہ فرمائیں) آپ برصغیر پاک و ہند میں داتا گنج بخش کے لقب سے مشہور و معروف ہیں۔ گنج بخش کا لقب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مزار فائز الانوار پر چلہ کشی کے بعد بوقت رخصت ایک الوداعی منقبت میں پیش کیا تھا۔

آپ کا سلسلۂ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب جس پر آپ کے اکثر سوانح نگاروں نے اتفاق کیا ہے یہ

Marfat.com

ہے۔ حضرت علی ہجویری بن عثمان بن سید علی بن عبدالرحمٰن بن شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن زید بن حضرت امام حسن بن حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس طرح آپ ہاشمی سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

سال ولادت اور وطن:

کاش داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کشف المحجوب' میں جس طرح اپنا مولد و مسکن اور اپنے والد وجد گرامی کے نام بیان فرمائے ہیں اور ان حضرات کے بعض احوال زندگی بھی ضمناً بیان فرما دیئے اسی طرح اپنا سال ولادت بھی جو آپ تک روایتاً پہنچا ہوگا بیان فرما دیتے تو آپ کی سال ولادت کے تعین میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ ختم ہو جاتا۔ مستشرقین کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں بھی تحقیق کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے اور تجسس کا کوئی پہلو فروگزاشت نہیں کرتے لیکن اس سلسلہ میں وہ بھی ناکام رہے ہیں عام طور پر آپ کا سال ولادت ۴۰۰ھ تسلیم کیا گیا' آپ کے مولد و وطن کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے تمام سوانح نگار اس پر متفق ہیں کہ جلاب و ہجویر جو غزنی کے قریے یا محلے تھے۔ آپ کا مولد و مسکن رہے ہیں۔ کچھ عرصہ آپ جلاب میں رہے اور کچھ مدت ہجویر میں کشف المحجوب میں آپ نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ وطن کی صراحت اس طرح فرمائی ہے۔ ''علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری۔''

جلاب و ہجویر کے سلسلہ میں صاحب سفینۃ الاولیا نے اس طرح تشریح کی ہے کہ جلاب و ہجویر غزنی کے دو محلے تھے آپ پہلے جلاب میں مقیم تھے پھر ہجویر منتقل ہو گئے۔

حضرت ہجویری قدس سرہ کے اساتذہ:

حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ سرہ کے اساتذہ کرام کے سلسلہ میں مشرقی سوانح نگاران قدیم نے کسی خاص توجہ سے کام نہیں لیا۔ حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ سرہ نے خود کشف المحجوب میں حضرت ابوالعباس محمد شقانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے تو بڑے

Marfat.com

ادب سے ان کا نام لیا ہے اور ان کی مہربانیوں اور عنایتوں کو یاد فرماتے ہوئے آپ سے اکتساب علم کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ ''در بعضے علوم استاد من بودہ۔'' علوم اسلامی یعنی تفسیر وحدیث وفقہ پر آپ کو جو کامل دستگاہ حاصل تھی اور جس کا اظہار ''کشف المحجوب'' کے بلند پایہ علمی مقالات اور مباحث سے ہوتا ہے وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ نے اپنے وقت کے بعض دوسرے صاحبان علم وفضل سے بھی استفادہ کیا ہوگا اس لئے کہ آپ صرف عارف کامل ہی نہیں بلکہ ایک بلند پایہ عارف و عالم ہیں۔ کشف المحجوب' میں آپ جس طرح طریقت وشریعت کے مباحث پر بحث فرماتے ہیں اور استدلال لاتے ہیں اور قرآن و حدیث وخبر سے جس طرح سند پیش کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علوم متداولہ پر دستگاہ کامل حاصل تھی اور آپ علوم شریعت کے بھی شناور نہیں بلکہ غواص تھے اور علم تفسیر وحدیث پر آپ کو عبور حاصل تھا اور آپ ان علوم پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور یہ سب کچھ فیضان تھا آپ کے مرشد کامل کا۔ حضرت داتا صاحب قدس اللہ سرہ خود اپنے مرشد والا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو علم تفسیر و روایات (حدیث) کے عالم تھے۔ (کشف المحجوب)

پس جہاں ان شیخ طریقت کی نظر کیمیا اثر نے آپ کو طریقت میں اس بلندی پر پہنچایا وہ اگر علوم دینی یعنی تفسیر وحدیث میں بھی آپ کو ایسی بصیرت عطا کر دیں جو اقران وامثال سے ممتاز بنا دے تو کیا تعجب۔ ''حضرت ابوالفضل حسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ کے علو مرتبت کے سلسلہ میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

''وہ صوفیائے متاخرین میں زینت اوتاد اور شیخ عباد ہیں طریقت میں میری اقتدا (بیعت) ان ہی سے ہے تصوف میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے حضرت شیخ حصری کے راز دار مرید تھے۔''

اپنے مرشد گرامی سے جو تعلق خاطر حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو تھا اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ حضرت ابوالفضل الختلی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو

Marfat.com

ان کا سر حضرت علی ہجویری قدس اللہ سرہ کی گود میں تھا اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مرشد کو بھی اپنے مرید خاص سے کس درجہ محبت تھی۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا شجرۂ طریقت:

آپ کا شجرۂ طریقت اس طرح ہے' شیخ علی ہجویری مرید حضرت شیخ ابوالفضل الختلی مرید حضرت شیخ حصری مرید شیخ ابوبکر شبلی مرید حضرت جنید بغدادی مرید حضرت شیخ سری سقطی مرید حضرت داؤد طائی مرید حضرت حبیب عجمی مرید حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے بھی عمر کا بڑا حصہ صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی میں بسر کیا۔ عراق شام لبنان' آذربائیجان' خراسان و کرمان' خوزستان' طبرستان' ترکستان اور ماوراء النہر کے شہروں اور قریوں میں تلاش حق کے لئے سرگرداں رہے تب کہیں دامن مقصود ہاتھ آیا مگر یہ وضاحت کہیں نہیں ملتی کہ آپ اپنے مرشد والا مرتبت کے ساتھ کتنا عرصہ رہے اور ان کی صحبت میں کن کن مقامات کی سیر کی۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے ہمعصر مشائخ:

ارباب حقیقت و طریقت اپنے دل کی لگی بجھانے اور تشنگی باطن کو دور کرنے کے لئے شہروں اور قریہ بہ قریہ پھرا کرتے تھے۔ اس کا ایک عظیم مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ ارباب حال کی صحبتوں میں پہنچ کر زندگی کے کچھ دن بسر کریں کہ ان کی صحبت کیمیا اثر بھی فیض سے خالی نہیں ہوتی۔ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس سیرو سیاحت میں اپنے معاصرین کرام اور صوفیائے عظام کی صحبتوں سے استفادہ کیا' ان معاصرین میں حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی' حضرت امام ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ القشیریہ قدس سرہ حضرت شیخ احمد حماد سرخسی قدس سرہ حضرت محمد بن مصباح حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ' شیخ ابواحمد المظفر بن احمد رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین شامل ہیں' ان معاصرین میں سے آپ حضرت ابوالقاسم بن علی گرگانی رحمتہ اللہ علیہ اور جناب ابوالقاسم القشیری کا ذکر بڑے اہتمام سے کرتے ہیں اور ان

Marfat.com

سے استفادہ کا بھی اعتراف فرماتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک طریقت:

حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جس طرح اپنے پیر طریقت کے مسلک تصوف کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ وہ تصوف میں حضرت جنید قدس سرہ کا مذہب رکھتے تھے چنانچہ حضرت داتا صاحب تصوف و طریقت میں جنیدی رحمتہ اللہ علیہ مسلک کے متبع تھے اسی طرح وہ شریعت میں سنی حنفی المذہب تھے۔ چنانچہ جہاں جہاں وہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی لیتے ہیں وہ وہاں کمال احترام کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ کشف المحجوب میں ایک جگہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ "امام اماماں مقتدائے سنیاں شرف فقہا اعز علماء ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخراز رضی اللہ عنہ۔"

(کشف المحجوب)

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی ازواجی زندگی:

حضرت کی ازواجی زندگی کے سلسلہ میں "کشف المحجوب" یا کسی اور تذکرے میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ کشف المحجوب سے صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ایک شادی کی اور جب کچھ مدت کے بعد ان سے مفارقت ہوگئی تو پھر اپ نے تازیست دوسری شادی نہیں کی۔

لاہور میں ورود مسعود اور اس کے پاکیزہ اثرات:

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی عمر کا کافی حصہ سیر و سیاحت میں بسر ہوا۔ آپ کا تجرد اور توکل اس سیاحت میں آپ کا ممد و معاون تھا۔ چنانچہ اسی سیاحت کے دوران اپنے مرشد کے اشارے پر یا اپنی طبیعت کے اقتضا سے آپ نے لاہور کا قصد فرمایا۔ اس سلسلہ میں بہت سی دلآویز حکایتیں ہیں جن کی تردید کی بہت گنجائش ہے اس سلسلہ میں بس اتنا کہا جاتا ہے کہ آپ نے جب لاہور میں ورود فرمایا تو سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی (۴۳۱ھ) لاہور کا حاکم تھا لیکن سال ورود کا تعین دشوار

Marfat.com

ہے۔ آپ کے ورود مسعود نے لاہور کے قالب میں ایک نئی جان ڈال دی' آپ کے قیام کے دوران ہزاروں گم گشتگان بادیہ ضلالت و گمراہی نے آپ سے ہدایت پائی اور ہزاروں مشرکوں کے دلوں سے کلمہ توحید پڑھا کر زنگ کفر و شرک کو دور فرمایا۔ حضرت داتا صاحب قدس سرہ نے لاہور میں ورود فرمانے کے بعد اپنا تمام وقت تبلیغ اسلام اور تصنیف و تالیف میں صرف فرمایا۔ دربار شاہی سے آپ کا کسی قسم کا تعلق نہیں تھا۔ تبلیغ اسلام کا جو کام آپ نے شروع فرمایا تھا اس کو بعد میں آنے والے اکابرین صوفیا نے اپنے پاکیزہ اور اعلیٰ کردار سے اسلام کی سچی اور پاکیزہ تصویر پیش کر کے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے علمی کارنامے:

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ جس طرح بحر طریقت کے شناور تھے اسی طرح آپ قرآن و حدیث اور فقہ پر بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے اور رموز و اسرار شریعت سے بھی اسی طرح آگاہ تھے' جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں اسلامی تصوف کے دور تبع تابعین میں نظری تصوف نے علمی تصوف کی شکل اختیار کر لی تھی۔ تصوف نے جب علم کی دنیا میں قدم رکھا تو رموز طریقت اور اسرار حقیقت پر بھی قلم اٹھایا گیا لیکن اس دور میں اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا وہ عربی زبان میں تھا۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے معاصرین میں سے امام ابوالقاسم قشیری نے تصوف کے رموز پر جو رسالہ قشیریہ مرتب کیا اس کی زبان بھی عربی تھی فارسی مفتوحین نے جب تصنیف کی دنیا میں قدم رکھا تو انہوں نے بھی اسی زبان عربی کو اختیار کیا جس کی تقدیس کا قرآن و احادیث کی زبان سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ مذہبیات میں عربی کے سوا کسی اور زبان کو استعمال کرنا تقدیس کے منافی خیال کیا جاتا تھا۔ فارسی نژاد علماء و فضلائے اسلام کی گراں بہا تصانیف میرے اس دعوے پر شاہد ہیں' حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی مادری زبان بھی فارسی تھی اگرچہ آپ کو عربی زبان پر بھی کامل عبور تھا۔ لیکن کشف المحجوب عوام کے افادہ کے لئے آپ نے فارسی زبان میں تصنیف فرمائی۔ میں نہیں کہہ

Marfat.com

سکتا کہ آپ کی باقی تصانیف یعنی کتاب (۱) فنا و بقا۔ (۲) اسرار الخرق والمؤنات۔ (۳) الرعایت بحقوق اللہ تعالیٰ۔ (۴) کتاب البیان لاہل العیان۔ (۵) نحو القلوب۔ (۶) منہاج الدین۔ (۷) ایمان۔ (۸) شرح کلام منصور حلاج اور (۹) دیوان اشعار۔ کس زبان میں تھیں۔ آج ان تصانیف میں سے کسی کا وجود نہیں ہے صرف کشف المحجوب کی بدولت یہ نام باقی رہ گئے ہیں۔ کشف المحجوب زمانے کی دستبرد سے محفوظ ہے اور اس کے متعدد قلمی نسخے کتب خانوں میں موجود ہیں اور برصغیر پاک و ہند میں مطابع کے وجود میں آنے کے بعد اس کے ہزاروں مطبوعہ نسخے دلدادگان شریعت وطریقت کے لئے نظر فروز ہیں۔ کشف المحجوب کہاں لکھی گئی لاہور میں یا ہجویر میں اور کب لکھی گئی یعنی سال تصنیف کیا ہے اس کی نشان دہی بھی محال ہے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ بڑے پرسکون ماحول میں لکھی گئی ہے اور کشف المحجوب کی ایک وضاحت کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا تکملہ لاہور میں ہوا۔ یہ تعین کرنا بھی دشوار ہے کہ آپ کے رفیق و معاصر ہموطن ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کب اور کہاں آپ سے یہ سوالات کئے تھے جن کے جوابات بصورت کشف المحجوب آپ نے دیئے ان سوالات کے سلسلے میں حضرت داتا صاحب قدس سرہ صرف اتنا فرماتے ہیں کہ ”قال السائل وہو ابوسعید الہجویری بیان کن مرا اندر تحقیق طریقت وتصوف و ارباب تصوف و کیفیات مقامات ایشاں و بیان مذاہب و مقالات آن واظہار رموز و اشارات ایشاں۔“

شیخ محمد اکرم مرحوم بڑے وثوق کے ساتھ تاریخ ملی میں علی ہجویری لاہوری کے تحت عنوان لکھتے ہیں کہ ”فارسی نثر کی سب سے پہلی مذہبی کتاب جو برصغیر پاک و ہند میں پایہ تکمیل کو پہنچی کشف المحجوب ہے اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ نے قبۃ اسلام لاہور میں مکمل کیا۔“ (تاریخ ملی ص ۷) بہر حال کشف المحجوب اپنے موضوع اور مباحث کے اعتبار سے جس قدر بلند پایہ کتاب ہے وہ تعریف و توصیف سے مستغنی ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا ارشاد گرامی اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمایئے‘ فرماتے ہیں ’’اگر کسی کا پیر نہ ہو تو ایسا شخص جب اس کتاب کا مطالعہ کرے گا

Marfat.com

تو اس کو پیر کامل مل جائے گا۔ میں نے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہے (ترجمہ) اور یہ حقیقت بھی ہے کہ کشف المحجوب آپ کا ایسا شاہکار ہے جس کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا اور اس وصف خاص کی بدولت آج بھی کشف المحجوب کی قدر و منزلت اتنی ہے جتنی آج سے نو سو برس پہلے تھی۔ کشف المحجوب کے سلسلہ میں اسلامی ثقافت کے مشہور مورخ شیخ محمد اکرام مرحوم کہتے ہیں کہ

''یہ کتاب آپ نے اپنے رفیق ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر جو آپ کے ساتھ غزنی چھوڑ کر لاہور آئے تھے' لکھی اور اس میں تصوف کے طریقے کی تحقیق اہل تصوف کے مقامات کی کیفیت' ان کے اقوال اور صوفیانہ فرقوں کا بیان معاصر صوفیوں کے رموز و اشارات اور متعلقہ مباحث بیان کئے ہیں' اہل طریقت میں اس کتاب کو بڑا مرتبہ حاصل ہے۔'' (آب کوثر)

''کشف المحجوب'' پروفیسر خلیق نظامی ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں۔

''شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب نے ایک طرف تو تصوف سے متعلق عوام کی غلط فہمیوں کو دور کیا اور دوسری طرف اس کی ترقی کی راہیں کھول دیں۔''

(تاریخ مشائخ چشت)

کشف المحجوب کی قبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صوفیائے کرام کے مشہور تذکرہ نگاروں مثلاً خواجہ فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا جامی قدس سرہ صاحب نفحات الانس' حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ صاحب فصل الخطاب اور خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تذکروں میں اور تصانیف میں کشف المحجوب سے استفادہ کیا ہے اور مشائخ تصوف کے حالات اس سے اخذ کئے ہیں۔ آپ کے مقولوں اور آپ کی تحقیق کو بطور سند پیش کیا ہے۔

کشف المحجوب میں جو رموز طریقت اور جن حقائق معرفت کو منکشف کیا گیا ہے ان کی بنیاد حضرت داتا صاحب قدس سرہ نے اپنے مکاشفات پر نہیں رکھی ہے بلکہ ان کا ماخذ قرآن و سنت کو قرار دیا ہے یا دنیائے عرفان کی مستند کتابیں ہیں جن کا ذکر

Marfat.com

''کشف المحجوب'' میں داتا صاحب قدس سرہ نے اپنی تصنیف لطیف میں کیا ہے اور یہی اس کی قبولیت کا راز ہے کہ آپ کے بعد بزرگانِ طریقت اور ارباب تصوف کے لئے وہ ہمیشہ ماخذ کا کام دیتی رہی ہے۔ صاحب کشف المحجوب جس مسئلہ یا رمز طریقت پر قلم اٹھاتے ہیں اولاً وہ قرآن حکیم اور ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی سند لاتے ہیں پھر اس کا استدلال آثار و اخبار سے کرتے ہیں اگر وہ اس استدلال میں کامیاب نہیں ہوتے تو اکابرین ارباب تصوف کے یہاں اس کی سند تلاش کرتے ہیں' آپ کشف المحجوب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں آپ کو خود مصنف قدس سرہ کی جانب سے ان منابع اور مآخذ کی نشاندہی ملے گی۔

کشف المحجوب کی زبان اور اسلوب بیان:

کشف المحجوب کے مذکورہ بالا ان چند پہلوؤں پر بحث کرنے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ اس کی زبان کے اسلوب بیان پر بھی کچھ لکھا جاتا لیکن یہ مقدمہ یا دیباچہ اس کے اردو ترجمے کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے اس موقع پر کشف المحجوب کی فارسی زبان اور اس کے اسلوب کو بیان کرنا بے محل سی بات ہوگی مختصراً صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے کشف المحجوب کو تکلف اور تصنع سے بری' نہایت آسان اور روزمرہ کی فارسی میں تحریر کیا ہے' انداز بیان ایسا صاف اور واضح ہے کہ مفہوم و معنی کے سمجھنے میں کہیں دقت پیدا نہیں ہوتی افسوس کہ اب فارسی زبان عوام کے لئے ایک غیر اور بیگانہ زبان بن گئی ہے یہی سبب ہے کہ اصل متن کو شائع کرنے کے بجائے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ عوام اس سے استفادہ کر سکیں۔

کشف المحجوب اور اس کے اردو تراجم:

کشف المحجوب کی بلند پائیگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ صوفیائے عظام نے اس کو اپنی تصانیف میں مآخذ قرار دیا۔ تیرھویں صدی کے وسط تک فارسی زبان عوام کی زبان تھی' تحریر کی زبان بھی فارسی تھی اس لئے اس وقت تک کشف المحجوب کے اردو ترجمے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔ تیرھویں صدی کے اواخر اور

Marfat.com

چودھویں صدی کے اوائل میں جب فارسی زبان کا انحطاط بحد کمال پہنچ گیا اور اردو عوام کی زبان قرار پائی تو اس وقت سے فارسی زبان کی بہت سی بلند پایہ کتب کے اردو میں تراجم ہونے لگے چنانچہ ضرورت کے تحت ''کشف المحجوب'' جیسی بلند پایہ اور گراں مایہ کتاب کے متعدد اردو تراجم ہوئے جو اپنے اپنے وقت پر شائع ہو کر اس عہد اور اس وقت کی ضرورت کو پورا کرتے رہے اس وقت تک ۲۰ سے زیادہ اردو تراجم اس عظیم کتاب کے شائع ہو چکے ہیں۔ اولین تراجم کا انداز بالکل عامیانہ ہے اور زبان اپنے عہد کی ترجمان ہے۔ پھر کچھ کچھ تبویب' تذہیب کا اہتمام ہونے لگا لیکن سوانح مصنف پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔

اس سلسلہ میں عظیم مستشرق پروفیسر نکلسن (مصنف تاریخ ادبیات عرب) کو داد نہ دینا ناانصافی ہوگی کہ جب انہوں نے ۱۹۱۱ء میں کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ شائع کیا تو وہ ہمارے اردو تراجم سے بہت بلند' بہت وقیع اور جامع تھا۔ انہوں نے سوانح نگاری میں تحقیق کا حق ادا کیا اور حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی سوانح حیات کے ہر پہلو پر محققانہ بحث کی کشف المحجوب کے منابع اور مآخذ کا پتہ چلایا' ان کے اساتذہ کرام' ان کے معاصرین عظام اور ان سے متعلق تاریخوں کی جستجو اور صحت کی تحقیق کی مختصراً یہ کہ کشف المحجوب کے موضوع اور مباحث پر سیر حاصل تبصرہ کر کے کشف المحجوب کے صحیح مقام سے دنیائے ادب کو متعارف کرایا۔ پروفیسر نکلسن کی تحقیقات نے ''کشف المحجوب'' کے اردو مترجمین کو بہت سے نئے ''راستوں'' سے آشنا کیا انہوں نے اس عظیم مستشرق کی تحقیقات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

پروفیسر نکلسن کے بعد ایک روسی ادیب پروفیسر ژوکوفسکی نے بڑی کاوش سے اور دقت نظر سے کشف المحجوب کے ایک قدیم نسخہ کی تصحیح کی اور اس کو اپنے ایک محققانہ مقدمہ (بزبان روسی) کے ساتھ لینن گراڈ سے شائع کیا کچھ مدت بعد ایک ایرانی ادیب نے اسی روسی مقدمہ کو فارسی (جدید فارسی) میں منتقل کیا اور اپنا ترجمہ مقدمہ اس مصحح متن کے ساتھ شائع کر کے اس روسی ادیب کی کاوشوں سے ایرانیوں اور

Marfat.com

دوسرے دل دادگان کشف المحجوب سے روشناس کرایا۔ پروفیسر نکلسن کے ترجمے اور روسی ادیب کے مقدمہ اور تصحیح نے کشف المحجوب کے اردو تراجم میں ایک نئی جان ڈال دی اور حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی سوانح حیات کے بہت سے پہلو پہلی مرتبہ عوام کے سامنے آئے' اس مختصر دیباچہ یا مقدمہ میں بھی ان معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی وفات اور آپ کا مزار!

نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح حضرت قدس سرہ کی تاریخ ولادت پر آپ کے تذکرہ نگاروں کا اتفاق نہیں اسی طرح آپ کی تاریخ وفات بھی متفق علیہ نہیں ہے روسی مقدمہ نگار اور پروفیسر نکلسن بھی تاریخ ولادت کی طرح تاریخ وفات کے سلسلہ میں بھی کسی ایک سال کا تعین نہیں کر سکے۔ پروفیسر نکلسن ۴۵۶ھ تا ۴۶۵ھ کا کوئی درمیانی سال آپ کا سال وفات بتاتے ہیں۔ دارالشکوہ بھی سفینۃ الاولیاء میں تذبذب کا شکار ہیں۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ۴۶۵ھ کو صحیح سال وفات تسلیم کر کے لفظ ''سردار'' سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ یعنی ''سال وصلش برآمد از سردار'' شیخ محمد اکرام مرحوم بھی آب کوثر میں کوئی ایک سال متعین نہیں کر سکے اور کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۲ء کے قریب واقع ہوئی۔ ڈاکٹر نور الدین اپنے محققانہ مقالہ ''تصوف اور اقبال'' میں آپ کا سال وفات وثوق کے ساتھ ۴۶۵ھ ہی قرار دیتے ہیں اور اسی پر اکثر تذکرہ نگاروں کو اتفاق ہے۔

مزار پر انوار

آپ کا مزار انوار لاہور میں ہے اسی نسبت سے لاہور کو داتا کی نگری بھی کہتے ہیں لاہور کی سرزمین اس پر جتنا بھی فخر کرے وہ کم ہے کہ ایک ایسی برگزیدہ اور بلند پایہ ہستی یہاں آرام فرما ہے جس کی آمد نے ہند کے اس عظیم خطہ میں شمع ایمان افروزاں کی۔ یہی وہ قدسی بارگاہ ہے جہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی اکتساب فیض کے لئے مقیم رہے۔ یہاں کی خاک اکابرین صوفیا کے لئے سرمہ بصیرت اور تاج عزت ہے۔

Marfat.com

یہی وہ مقام ہے جو آج تک قبلہ اہل صفا بنا ہوا ہے اور جہاں انوار الٰہی ہر وقت برستے ہیں۔ یہاں عوام بھی حاضر ہوتے ہیں، صوفی اور عالم بھی۔ ہر ایک یکساں عقیدت کے ساتھ آتا ہے۔ یہاں کی فضا میں ہر وقت اور ہر لمحہ ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جاری و ساری رہتا ہے اور داتا کے فیض سے جھولیاں بھرنے والوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

شمس بریلوی

Marfat.com

سیرتِ طیبہ حضرت سیّد علی ہجویری
المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام علی بن عثمان بن علی ہے۔ ''کشف المحجوب'' میں آپ نے اپنا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری الغزنوی تحریر فرمایا ہے: گویا کہ آپ کا نام علی' کنیت ابوالحسن' لقب گنج بخش' والدِ گرامی کا نام عثمان' سکونت غزنی شہر' محلہ ہجویر و جلاب اور مسلک حنفی ہے۔

شجرۂ نسب

آپ نجیب الطرفین سیّد زادے ہیں۔ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کا نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے اور آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے:

''حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن سیّد عثمان بن علی بن سیّد عبدالرحمٰن بن سیّد عبداللہ (شاہ شجاع) بن سیّد ابوالحسن علی بن سیّد حسن اصغر بن سیّد زید بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

ولادتِ مبارک

آپ کی ولادتِ مبارک غزنی شہر کے محلہ ہجویر میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ

Marfat.com

چونکہ اس محلے کی رہنے والی تھیں اور جب آپ کی پیدائش ہوئی تو وہ اپنے والدین کے گھر میں تھیں یہی وجہ ہے۔ صاحبِ سفینۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش آپ کے ننھیال محلہ ہجویر میں ہوئی۔ اِسی نسبت سے آپ بعد ازاں ہجویری کہلوائے۔ بعض کتب میں تذکرہ نگاروں نے آپ کی پیدائش کا سال ۴۰۰ ہجری بمطابق ۱۰۰۹ ہجری درج کیا ہے اس وقت سلطان محمود غزنوی کا عہدِ حکومت تھا۔

مندرجہ بالا سنِ ولادت کی تائید میں مورخین مندرجہ ذیل قیاس آرائی کو بطور تائید پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ غزنوی دور کے ایک مورخ یعقوب غزنوی نے اپنی کتاب ''رسالہ ابدالیہ'' میں یہ بات لکھی ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کی موجودگی میں حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندوستان کے ایک فلسفی سے مناظرہ کیا اور اپنے بیان کے اعجاز اور اپنی علمی استعداد کی بناء پر فلسفی آپ سے شکست کھا گیا اس وقت آپ عین جوانی کے عالم میں تھے اور آپ کی عمر اکیس برس تھی، محمود غزنوی چونکہ ۴۲۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ اِس لیے اس روایت کی بنا پر آپ کا سنِ ولادت ۴۰۰ ہجری قرار دیا گیا ہے۔

آپ نے اپنی تصنیف ''کشف الاسرار'' میں اپنے وطن مالوف کا ذِکر اس طرح کیا ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ میری پیدائش غزنی کا محلہ ہجویر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سرزمین کو تمام آفات اور حادثات سے محفوظ رکھے اور ظالم بادشاہ سے بچائے میں نے وہاں وہ باتیں دیکھیں کہ لکھوں تو قلم سیاہ آنسو روئے اور عاجز رہے۔

خاندان

آپ کا خاندان غزنی کے ممتاز اور عالم و فاضل گھرانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔
آپ کے نانا غزنی کی سرکردہ شخصیات میں شمار کیے جاتے تھے اور مالی اِعتبار سے یہ

Marfat.com

ایک مضبوط اور مستحکم خاندان تصور کیا جاتا تھا پورا خاندان رُوحانیت اور متصوفانہ عقائد کی بناء پر علم وعمل کا گہوارہ تھا۔ آپ کے ماموں اپنے زُہد وتقویٰ کی بناء پر ''تاج الاولیاء'' کے لقب سے معروف تھے شرافت اور صداقت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خاندان سادات سے تعلق ہونے کی وجہ سے بھی لوگ ہمیشہ اِنہیں اِحترام کی نگاہ سے دیکھتے اور معزز تصور کیے جاتے تھے۔

والدِ گرامی

آپ کے والدِ محترم حضرت سیّد عثمان بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جید عالم اور فقیہہ العصر تھے۔ حضرت سیّد عثمان بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے شخص ہیں جو آلِ سبکتگین کے دور میں غزنی میں آ کر آباد ہوئے اس وقت آپ پر جوانی کا عالم تھا۔ آپ چونکہ غزنی میں نو وارد ہو کر آباد ہوئے اس لیے ابتداء میں آپ کو کچھ مالی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے آخر میں بہاء الدولہ عباسی حکمران کے دور میں مملکتِ اِسلامیہ میں کافی اَفراتفری پھیلی۔ لوگ حکومت کے روّیہ سے تنگ آ چکے تھے۔ ہر طرف بدامنی رہتی تھی۔ جان خطرے میں رہتی تھی۔ اِن حالات میں آلِ سادات کا یہ خاندان اَمن و امان کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلا اور غزنی میں آ کر آباد ہو گیا۔

بہرحال سیّد عثمان نے اپنے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خود کو غزنی کے محلّہ جلاب میں آباد کر لیا۔ آپ چونکہ عالم تھے اس لیے آپ فارغ وقت میں دِینی اور علمی خدمات میں مصروف رہتے۔ آپ نے ساری عمر رزق حلال کمایا اور اِسی سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کی۔ آپ نے دِل و جان سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رَضا کے سپرد کر رکھا تھا۔ اس لیے آپ عقیدۂ توحید میں بڑے راسخ تھے اور فقہ حنفیہ کے پیروکار تھے۔

Marfat.com

آپ بڑے عابد اور زاہد تھے۔ عمر بھر صوم وصلوٰۃ کے پابند رہے۔ شریعت اور طریقت کے مسائل سے بخوبی آگاہ تھے آپ میں صبر' شکر' توکل اور قناعت کی خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ آپ نے ہمیشہ عقائد و اعمال میں کتاب و سنت کی پابندی کی۔ فارغ وقت میں ذکر اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ آپ کی طبیعت درویشی اور فقر کی طرف مائل تھی۔ اس لیے اللہ والوں سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ آپ نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ باطن' دُنیا کی آلودگیوں سے پاک رہے۔

آپ کا حسنِ اِخلاق بہت عمدہ تھا' ہر کسی سے بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا آپ کے معمول میں شامل تھا۔ حسبِ اِستطاعت غریبوں اور مسکینوں کی دِلجوئی کرتے۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھتے۔ آپ کے سسرال والے اگرچہ غزنی کے صاحبِ حیثیت تھے مگر آپ نے عمر بھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف مل گیا اسی پر قناعت کی اور تکلفات کو اپنی زِندگی میں شامل نہ ہونے دیا۔ اگر کسی کا اِنتقال ہو جاتا تو اس کے جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے۔ اِس طرح ہمیشہ ہمسائے کے حقوق کا آپ نے خیال رکھا۔ آپ جس کسی سے ملتے' سلام اور مصافحہ کرتے خواہ کوئی واقف ہوتا یا نہ ہوتا۔ مصافحہ اِظہارِ محبت ہے۔

آپ نے ہمیشہ کثرتِ کلام سے گریز کیا۔ غرضیکہ آپ میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک اچھے زاہد اور عابد اور متقی اِنسان میں ہونی چاہئیں۔ آپ کا وِصال غزنی میں ہوا اور بقول دارا شکوہ آپ کی قبر میں غزنی میں موجود ہے۔

والدہ گرامی

آپ کی والدہ ماجدہ بڑی نیک عورت تھیں۔ شرافت اور دِین داری میں اپنے پورے خاندان میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ آپ پردہ کی پابند

Marfat.com

تھیں۔ آپ اپنے خاوند کی پوری طرح اطاعت شعار تھیں۔ اپنے گھر کا کام کاج بڑی دلچسپی سے کرتی تھیں۔ اگر کسی پریشانی سے واسطہ پڑ جاتا تو اللہ کے بھروسے پر اُسے بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتیں۔ جوانی کے عالم میں اُن کی شادی سیدعثمان بن علی سے ہوئی اور اُنہی سے آپ کی اولاد ہوئی۔ آپ اپنی اولاد کے لیے بڑی مشفق تھیں۔

آپ اَپنے عزیز واَقارب کے حقوق کی اَدائیگی بھی بڑی سلیقہ شعار تھیں۔ آپ میں مہمان نوازی اور مسکین نوازی کا جذبہ موجود تھا' اگر کوئی مہمان آ جاتا تو اس کی حسبِ استطاعت خدمت کرتیں۔ آپ کو اپنے بھائی تاج الاولیاء سے خاص اُنس تھا آپ بڑی خوش اخلاق تھیں ہمیشہ اپنے اور پرائے سے اچھا سلوک کیا۔ غرضیکہ آپ میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک خاوند کی اِطاعت گزار عورت میں ہونی چاہئیں' آپ کا وصال غزنی میں ہوا اور آپ کو آپ کے بھائی تاج الاولیاء کے مزارِ اَقدس کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک شیخ تاج الاولیاء کے قبرستان میں مرجعِ خلائق ہے۔

حلیہ مبارک

صاحبزادہ ابوالعاصم محمد سلیم حماد سجادہ نشین درگاہ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف ''تذکرہ سرتاج اولیاء حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' صفحہ نمبر ۴۵ میں جو کہ اُنہیں اُن کے بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا لکھتے ہیں کہ:

''آپ کا قد میانہ' جسم سڈول اور گھٹا ہوا تھا' جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب تھے۔ چہرہ زیادہ گول تھا نہ لمبا' سرخ و سفید چمکدار رنگت' کشادہ جبین اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور غلافی آنکھوں پر

Marfat.com

خمدار گھنی ابروتھیں۔ ستواں ناک درمیانے ہونٹ اور رُخسار بھرے ہوئے تھے۔ چوڑے اور مضبوط شانوں پر اُٹھتی ہوئی گردن تھی۔ ریش مبارک گھنی تھی آپ بڑے جاذب نظر اور پرکشش تھے"۔

لباس کے بارے میں آپ کی کتاب "کشف المحجوب" (طبع تہران) صفحہ نمبر ۵۸ سے معلوم ہوتا ہے جس میں آپ خود فرماتے ہیں:

"ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے لباس کے بارے میں تکلف نہیں کیا اگر رب تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی زیب تن کر لی اگر قبادی تو پہن لی اور اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر و شکر کیا میں نے مسلک اعتدال کو اختیار کر رکھا ہے اور لباس کے سلسلہ میں مجھے یہی طریقہ پسند ہے"۔

گویا کہ آپ لباس کے معاملے میں کسی قسم کا تکلف نہیں برتتے تھے۔ جو ملتا تھا صبر و شکر کے ساتھ اس کو زیب تن کر لیتے۔ لباس دکھاوے اور نمود و نمائش کے لیے نہیں صرف تن ڈھانپنے کے لیے اِستعمال کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت

اولاد کی تربیت میں اوّلین ہاتھ والدین کا ہوتا ہے۔ آپ کے والدین چونکہ خود دِین دار اور علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھے اس لیے اِنہیں خواہش تھی کہ اُن کا بیٹا بھی بڑا ہو کر عالم و فاضل بنے۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ ایک خالص علمی اور دِینی ماحول تھا۔

غزنی شہر میں دُنیائے اِسلام کے معروف و ممتاز و علماء و فضلاء قیام پذیر تھے۔ غزنی اُن دِنوں علم و ادب کا گہوارہ تھا شہر میں کئی مدرسے تھے جن میں تعلیم و تربیت کا بہترین اِنتظام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دور دراز سے طالب ِعلم حصولِ علم کیلئے غزنی آتے' اس وقت مساجد میں دِینی مدرسے بھی موجود تھے۔ جو تشنگانِ علم کے پیاس بجھاتے

Marfat.com

اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیم سے سیراب کرتے۔ مختصر یہ کہ غزنی کا ماحول خالص علمی تھا اور یہاں ہر طرح کی تعلیمی سہولتیں ایک طالبِ علم کو میسر تھیں۔

قرآنِ پاک کی تعلیم

چار سال سے زائد عمر میں آپ نے حروفِ شناسی کے بعد قرآنِ مجید پڑھنا شروع کیا۔ آپ نے قرآنِ مجید کی تعلیم اپنے والد یا کسی اُستاد سے حاصل کی۔ اس کے بارے میں کتبِ تاریخ خاموش ہیں۔ بہر کیف آپ کے والدین نے ابتداء ہی سے لختِ جگر کی پرورش و تربیت پر خاص توجہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فطری طور پر بہت ہی اچھا حافظہ دیا تھا یعنی آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے قرآنِ پاک ناظرہ پڑھ لیا۔

آپ کا بچپن

آپ کے بچپن میں متانت اور سنجیدگی بہت تھی۔ آپ کے گھر کا ماحول بڑا پاکیزہ اور رُوحانی تھا۔ آپ کے گھریلو ماحول کا اُثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے نماز کے پابند ہو گئے۔ آپ کی عادت میں نہایت درجے کی شرافت تھی اس لیے آپ نے بچپن میں عام بچوں کی طرح کھیل کود میں بالکل دِلچسپی نہ لی۔

آپ کی تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک تذکرے میں لکھا ہے کہ جس قدسی نفس ماں کی آغوش میں آپ پروان چڑھے اُس کی زبان ذکرِ الٰہی میں مصروف اور دِل جلوۂ حق سے سرشار رہتا تھا۔ اس لیے آپ نے ابتدائے عمر ہی سے بڑی محتاط اور پاکیزہ زِندگی گزاری۔ عبادت کا شوق آپ کو بچپن ہی سے تھا۔ نیک نفس والدین کی تربیت نے آپ کے اِخلاق کو شروع ہی سے پاکیزگی کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو تعلیم کے لیے مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ حروفِ شناسی کے بعد آپ نے قرآنِ حکیم پڑھا:

Marfat.com

حصولِ علم شریعت

قرآنِ مجید کی اَبتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غزنی کے مختلف مدارس سے اس دور کے مروجہ علوم یعنی عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علم فقہ، علم حدیث وتفسیر، علم منطق اور فلسفہ پر عبور حاصل کیا۔ اس طرح آپ کو علم شریعت میں پوری طرح مہارت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد مختلف شہروں میں علوم ظاہری و باطنی کی سعی کی۔ علمی پختگی حاصل کرنے کے لیے آپ نے جن اُساتذہ سے فیض حاصل کیا اِن کی تفصیل اِس طرح سے ہے۔

شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری، ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی، امام ابوالعباس بن محمد اشقانی، شیخ ابوسعید ابوالخیر، خواجہ احمد مظفر بن احمد بن حمدان، ابوالعباس احمد بن محمد قصاب، ابوجعفر محمد بن مصباح صدلانی باب فرغانی حضرت ابوعبد اللہ بن علی الداغستانی، حضرت شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ آخر الذکر شیخ ابوالقاسم گرگانی آپ کے سب سے پہلے اُستاد ہیں جن سے آپ نے درسی علوم حاصل کیے اور سب سے زیادہ استفادہ کیا۔

آپ نے ''کشف الاسرار'' میں شیخ ابوالقاسم کو اپنا علم دِین کا اُستاد لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

''میرے علمِ دِین کے استاد فرمایا کرتے تھے: فقر میں رضا جوئی مرشد سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے پس فقیر کو چاہیے کہ مرشد ہی کی حضوری رکھے یعنی ہر وقت مرشد کو اپنے پاس ہی سمجھے۔ آگے مرشد کی تعریف کے ضمن میں بتایا ہے کہ اسے کس قسم کا ہونا چاہیے؟'' ایسا نہ ہو کہ وہ خود ہی ڈوبا ہوا ہو اور اپنے مرید کو بھی لے ڈوبے''۔

Marfat.com

طالبِ علمی کے دور کا ایک واقعہ

حضرت خواجہ مستان شاہ کابلی اپنی کتاب "سلطان العاشقین" میں فرماتے ہیں کہ جن کا دِل خداوند کریم کی طرف متوجہ ہو وہ دُنیا کی نعمتوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّد مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمود غزنوی کے قائم کردہ دِینی مدرسہ میں اُکثر دیکھے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر بمشکل بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔ حصولِ علم کے جذبہ سے سرشار یہ طالبِ علم تعلیم میں اِتنا محو ہوتا کہ صبح سے شام ہو جاتی' مگر کبھی پانی تک پیتے نہ دیکھا گیا۔ رضوان نامی سفید ریش بزرگ اس مدرسہ کے مدرس تھے اور اپنے اس خاموش طبع طالبِ علم کو تکریم کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

ایک دفعہ محمود غزنوی کا گزر اِس مدرسہ کی جانب سے ہوا اور اس عظیم درس گاہ میں آ گیا۔ دیگر شاگردوں کے برعکس حضرت مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے کام میں اِتنے منہمک تھے کہ اِن کو کوئی خبر نہ تھی۔ بزرگ رضوان نے پکارا "دیکھو مخدوم علی! کون آیا ہے؟" اب کیا تھا ایک طرف محمودِ غزنوی اور دوسری جانب ایک کمسن راہِ حق کا متلاشی' عجیب منظر تھا۔ محمود غزنوی نے اس نوعمر طالبِ علم کی تجلیات کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں فوراً جھکا دِیں اور مدرس سے کہا: "واللہ! یہ بچہ خدا کی طرف راغب ہے۔ ایسے طالبِ علم اس مدرسہ کی زینت ہیں۔

فاتحِ سومنات سلطان محمود غزنوی جس کے نام سے ہندوستان کے بڑے بڑے راجے اور مہاراجے تھراتے تھے اور جس کی تلوار سے سارا ہندوستان لرز اُٹھا وہ ایک کم سن طالبِ علم کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔

Marfat.com

سلسلہ بیعت اور مرشد طریقت

بیعت عربی زبان کا لفظ ہے اور بارع سے نکلا ہے اس کے معنی دونوں ہاتھوں کے درمیان فاصلہ کے ہیں۔ ابنِ خلدون کا کہنا ہے کہ جب مسلمان اپنی پسند اور مرضی سے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں تاکہ عہد کی پختگی ظاہر ہو تو چونکہ یہ فعل بائع اور مشتری کے مشابہ ہے اس لیے اسے ''بیعت'' کہا جاتا ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سلسلہ جنیدیہ سے ہے۔ حضرت جنیدیہ بغدادی طریقت کے شیخ المشائخ اور شریعت کے امام الائمہ ہیں۔ آپ کا یہ سلسلہ حضرت جنید بغدادی کی طرف منسوب ہے مسلک جنیدیہ تمام مسالک میں معروف ہے۔ اس لیے بہت سے صوفیاء رُوحانیت میں اِس سلسلہ طریقت سے مستفید ہوئے ہیں۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ظاہری اور باطنی علوم مکمل کر چکے تو ان کے دِل میں تزکیہ نفس کے لیے راہِ طریقت پر گامزن ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے زمانہ میں ابوالفضل محمد بن حسن ختلی کو شیخ کامل اور ولایت کا بلند درجہ حاصل تھا۔ علوم ظاہری اور باطنی میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا وہ یگانہ روز گار تھے اور سلسلہ جنیدیہ کے شیوخ میں سے انہیں ولی کامل کا درجہ حاصل تھا۔ اپنے ہم عصر بزرگوں میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس زمانے میں سیر وسیاحت میں مشغول تھے تو ایک دفعہ سفر شام میں جب وہ ملکِ شام پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی سے ہوئی۔ آپ ان کی عالمانہ اور عارفانہ گفتگو سے اِتنے متاثر ہوئے کہ ان کے دستِ مبارک پر بیعت

Marfat.com

ہو گئے۔ دوسری طرف حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی نے بھی آپ کی پیشانی پر ولایت کا نور نظر باطن سے دیکھ لیا۔ اِس طرح آپ راہِ سلوک کی طلب میں سلسلہ جنیدیہ سے منسلک ہو گئے۔

روحانی فیوض اور برکات آپ نے اپنے مرشد سے حاصل کیے اور اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں مختلف مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''مبتدی کے لیے مناسب یہی ہے کہ سماع کے پاس نہ پھٹکے بلکہ الگ رہے۔ یہ راستہ بہت کٹھن اور محال ہے اس میں خرابی کا اندیشہ ہے گوشہ گیری اختیار کرے محبت مرشد خدا سے طلب کرے اور اس کے سامنے مجنوں کی طرح رہے اور ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے مرشد کے ہمراہ آذربائیجان کے علاقے سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا کہ دو تین گدڑی پوش ایک گندم کے کھلیان پر اپنے خرقے کے دامن پھیلائے کھڑے ہیں تاکہ کاشت کار اس میں گندم ڈال دے مرشد کی نگاہ ان پر پڑی تو پکار اُٹھے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو اُن کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ میں نے کہا: حضور یہ لوگ کیوں اس مصیبت میں گرفتار ہوئے اور مخلوق کے لیے باعث ذلت بنے؟ آپ نے فرمایا: ان کے پیروں کو مرید بڑھانے کا حرص ہے اور انہیں متاعِ دُنیا جمع کرنے کی لالچ اور حرص کوئی بھی ہو دوسری حرص سے بہتر نہیں اور بے حقیقت دعویٰ پروری نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

تربیتِ اساتذہ

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں تو بہت سے اساتذہ کرام سے کسبِ فیض کیا لیکن جن سے اُن کو روحانی اور دلی تعلق رہا اور جن کے فضائل کا ذکر اپنی مشہور تالیف ''کشف المحجوب'' میں کیا ہے مندرجہ ذیل ہیں

Marfat.com

جن کے فضائل و برکات کا ہم مختصراً ذکر کریں گے۔

(۱) شیخ ابوالفضل ختلی...... آپ (حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ طریقت تھے) آپ کا شمار جلیل القدر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کے زبردست عالم تھے۔ زُہد و تقویٰ میں کوئی ان کے پایہ کا نہیں تھا۔ سلسلہ جنیدیہ کے بزرگ تھے' ساٹھ برس تک مسلسل لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑوں پر یادِ خدا میں وقت گزارتے رہے۔ آپ ختلان کے رہنے والے تھے اس لیے آپ کو ختلی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی زِندگی کا بیشتر حصہ ملکِ شام کے شہر دَمشق کی ایک وادی ''بیت الجن'' میں گزارا۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ بارعب صاحبِ جلال اور دبدبے والا اِنسان نہیں دیکھا۔ آپ بہت کم کھاتے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے: آپ صوفیوں کے ظاہری لباس اور روایات کے پابند نہیں تھے۔ بہت معمولی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک جامہ پہنا وہی جامہ برسوں آپ کے بدن پر رہا دھو کر پھر وہی پہن لیتے پھٹ جاتا تو پیوند لگا لیتے' یہاں تک کہ اصل کپڑے کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

مرشدِ کامل کی کرامت

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے مرشد کامل کے ہاتھ دُھلا رہا تھا۔ میرے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ جب تمام امور تقدیر اور قسمت سے وابستہ ہوتے ہیں تو پھر آزادوں کو پیروں اور پیشواؤں کا غلام کس واسطے بنایا جاتا ہے۔ کیا صرف پیروں کی کرامات کی اُمید پر۔ حالانکہ میرے دِل میں یہ خیال اور وسوسہ ہی پیدا ہوا تھا اور یہ

Marfat.com

بات میں نے زُبان سے نہیں نکالی تھی۔ مگر پیر روشن ضمیر نے اپنے کشف سے یہ بات معلوم فرمائی اور کہنے لگے۔ ''بیٹا! جو کچھ تیرے دِل میں خیال پیدا ہوا ہے مجھے معلوم ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تاج و تخت دینا چاہتا ہے تو اِس کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ ایک مہربان دوست کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ اِسی خدمت کے نتیجہ میں اِس کی کرامت کا اِظہار ہوتا ہے۔

اطاعتِ مرشد کا واقعہ

حضرت ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک بار اولیاء اللہ کی ایک جماعت جنگل میں جمع تھی۔ میرے پیر حصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس جماعت کے لوگ اونٹوں پر سوار چلے آرہے تھے لیکن شیخ حصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے: اُنہیں لوگوں میں ایک شخص نظر آیا جو پھٹی جوتیاں اور ٹوٹا ہوا عصا ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ جس کے پاؤں بیکار تھے۔ ننگے سر، بہت ہی لاغر اور دُبلا تھا۔ اس کو دیکھ کر شیخ حصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر اس کا اِستقبال کیا اور اس کو لا کر ایک بلند جگہ پر بٹھایا۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ بعد میں شیخ سے میں نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا: تو اُنہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں ایک ایسا ولی تھا' جو خود ولایت کا تابع نہیں بلکہ ولایت کے اس کے تابع خود ہے۔ اور وہ کرامت و بزرگی کی طرف مطلق التفات نہیں کرتے۔

تصرف کا واقعہ

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے پیر و مرشد نے۔ اللہ ان سے راضی ہو، بیت الجن سے دمشق کا سفر اِختیار کیا۔

Marfat.com

میں ان کے ساتھ تھا۔ بارش آ گئی اور ہم کیچڑ میں چلتے ہوئے خاصی دُشواری محسوس کر رہے تھے۔ اچانک میری نظر جو پیر و مرشد پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے جوتے کپڑے اور پاؤں بالکل خشک تھے۔ گویا بارش ہو ہی نہ رہی تھی۔ میں نے ان سے دریافت کیا تو فرمایا: ہاں! جب سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہر قسم کے وہم اور شبہ کو دُور کر دیا ہے اور دِل کی حرص و لالچ کی دِیوانگی سے محفوظ کر لیا ہے' تب سے اللہ تعالیٰ نے میرے پاؤں کو کیچڑ سے بھی محفوظ کر رکھا ہے۔

وصالِ مرشد

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مرشد حضرت ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو اس وقت آپ بیت الجن میں تھے بیت الجن "دمشق اور بانیار" کے درمیان گھاٹی پر واقع گاؤں ہے۔ آپ کا سر میری گود میں تھا۔ فطرتِ اِنسانی کے مطابق اُس وقت میرا دِل ایک سچے دوست کی جدائی پر رنجیدہ تھا۔

آپ نے فرمایا: بیٹا! میں تمھیں عقیدے کا ایک مسئلہ بتاتا ہوں اگر تم نے اُس پر عمل کر لیا تو ہر قسم کے رنج و تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ یاد رکھو کہ ہر جگہ اور ہر حال اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے۔ خواہ وہ نیک ہو یا بد' تیرے لیے مناسب ہے کہ نہ تو اُس کے کسی فعل پر انگشت نمائی کرے اور نہ دِل میں اس پر معترض ہو۔ اس کے علاوہ آپ نے اور کچھ نہ فرمایا: اور جہاں بحق تسلیم ہو گئے۔ (کشف المحجوب)

مندرجہ بالا بیان کے مطابق آپ کا وصال وادی بیت الجن میں ہوا اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔

سیر و سیاحت

سیر و سیاحت بزرگانِ دِین اور اولیاء اللہ کی زِندگیوں کا جزو لاینفک ہے۔

Marfat.com

اِن بزرگانِ سلف کی سیر و سیاحت کا مطلب دُنیاوی سوداگری یا حصولِ رزق نہیں تھا وہ تو تلاشِ حق کے جویا تھے اُنہوں نے اس کی تلاش میں دوردراز کے سفر اِختیار کیے۔ قدم قدم پر رحمتِ الٰہی کی جلوہ سامانیوں کا نظارا کیا۔ اِس سفر میں بہت سے ایسے بزرگانِ سلف سے بھی ملاقات ہوئی' جن سے علم کی معرفت و سلوک کی بہت سی رائیں روشن ہوگئیں۔ مرید اپنے پیر و مرشد کے ساتھ اپنے علمِ دِین کی تکمیل کے لیے نکلا کرتے تھے' تا کہ خلق کو صراطِ مستقیم کے راستے پر گامزن کرسکیں۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اُپنے عالم شباب کا زمانہ بلاد اِسلامیہ کی سیر و سیاحت میں گزارا اور اپنے پیر و مرشد کے ساتھ سفر کی صعوبتوں' مصائب اور تکالیف کو برداشت کیا۔ ریاضت شاقہ' مجاہدات اور سلوک و معرفت کی راہیں طے کرنے میں جن مصائب سے دو چار ہوئے اس کا ذکر ان کی تصنیف ''کشف المحجوب'' میں ملتا ہے۔ جن صبر آزما حالات و احوال اور جن مقامات و حوادث سے آپ کو گزرنا پڑا اس سے آپ کی شخصیت کی مضبوطی اور اِستقامت کا اَندازہ ہوتا ہے۔

سامانِ سفر

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مسافر کے پاس بس اِتنا سامان ہونا چاہیے جس کی سفر میں ازحد ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ سفر میں خرقہ' مصلّٰی' عصا' لوٹا' رسی اور جوتا یا چپل ضرور ساتھ رکھنے چاہئیں۔ تا کہ خرقہ سے بدن ڈھانپے' مصلّٰی پر نماز پڑھے' لوٹے سے طہارت حاصل کرے عصا سے نقصان والی چیزوں کو ہٹائے۔ اس کے اور بھی فوائد ہیں۔ جوتے سے وضو کے بعد طہارت کے ساتھ مصلّٰی تک پہنچ سکے۔ اگر کوشش شخص اتباعِ سنت میں کچھ اور چیزیں ساتھ رکھے

Marfat.com

مثلاً کنگھی' ناخن تراش' سوئی اور سرمہ دانی تو جائز ہے۔ اگر کوئی اس سے زیادہ سامانِ آرائش رکھے تو دیکھنا پڑے گا کہ درویش کس مقام پر ہے۔ اگر وہ ارادت کی منزل میں ہے تو ان میں سے ہر چیز ایک رکاوٹ' بت' دیوار اور حجاب کی حیثیت رکھتی ہے اور نفس کی رعونت کے اظہار کے ذریعہ ہے لیکن اگر درویش مقامِ تمکین و استقامت پر فائز ہے تو اسے یہ کیا' ہر سامان رکھنا جائز ہے۔

Marfat.com

سیر و سیاحت کے علاقے

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں سفری سہولیات اگرچہ نہ ہونے کے برابر تھیں اس کے باوجود آپ نے اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ اور اکیلے بھی بہت سے ممالک کی سیاحت کی۔ اِن شہروں میں خراسان نیشاپوری' سمرقند' آذر بائیجان' طوس' سرخس' بسطام' نسا مرو' ماوراء النہر' فرغانہ' قہستان' خوزستان' طبرستان' بخارا' اہواز' کرمان' فارس دمشق' جبل لکام' بغداد' وادی بیتِ الجن' بصرہ' کوفہ' ترکستان' میہنہ' رملا' شمالی ہند' دورانِ سفر اِن علاقوں میں آپ کی بہت سے علماء' مشائخ' فضلا اور اولیاء اللہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے ان سے کسب فیض کیا۔ اب ان شہروں کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے ان بزرگانِ دِین کا بھی ذکر ہوگا جن سے آپ کو ملنے کا شرف حاصل ہوا۔

خراسان

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں خراسان ایران کا ایک بہت بڑا صوبہ تھا۔ اس کا کچھ حصہ روس کی ریاست ترکمانستان میں ہے اور کچھ افغانستان میں تاہم اس کا زیادہ حصہ ایران میں ہے' خراسان کا جو علاقہ اِیران میں واقعہ ہے اس میں طوس' نیشا پور اور بسطام کے علاقے آباد ہیں۔ آپ کے زمانے میں نیشا پور خراسان کا دارالحکومت تھا۔ ''کشف المحجوب'' میں آپ

Marfat.com

اپنے سفرِ خراسان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں عثمان بن علی جلابی کے بیٹے علی نے خراسان کے ایک گاؤں میں جس کو کمند کہتے ہیں ایک آدمی کو دیکھا۔ جس کو ادیب کمندی کہتے تھے۔ یہ بزرگ شخص بیس سال تک ایک پاؤں کے بل کھڑا رہا اور سوائے نماز کے کبھی نہیں بیٹھتا تھا' لوگوں نے کھڑا رہنے کا سبب پوچھا: جواب دیا مجھے ابھی تک یہ درجہ حاصل نہیں ہوا کہ خدا کے مشاہدے میں بیٹھنے کی عزت حاصل کرسکوں''۔

صوفیا نے خراسان کے بارے میں حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اہلِ خراسان بزرگوں کی محبت سے مالا مال ہیں۔ میں کم از کم تین سو ایسے بزرگوں سے ملا جو اپنے وقت کے ایسے عالم فاضل اور صاحبِ مشرف بزرگ تھے کہ اِن میں سے ایک تنہا بھی سارے عالم کے لیے کافی تھا۔ خواجہ محمود نیشا پوری نہایت فصیح زُبان تھے۔ اپنے وقت کے اِمام کا درجہ انہیں حاصل تھا۔ خواجہ احمد حماد سرخسی ایک مدت تک میرے رفیق رہے' جواں مرد صوفی تھے ان کی بہت سی کرامات کو میں نے دیکھا۔ شیخ محمد معشوق نیک فطرت اور محبت کے نور سے روشن فارغ البال اور خوش وقت تھے۔

نیشا پور

''کشف المحجوب'' میں اگرچہ نیشا پور کا ذکر تفصیل سے نہیں کیا گیا تاہم حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اُستاد شیخ ابوالقاسم قشیری کا تعلق نیشا پور سے تھا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ گویا آپ کی سیاحت میں نیشا پور میں بھی شامل تھا۔ تاہم اس زمانے میں نیشا پور میں مذہبی تعصب کا زہر پھیلا ہوا تھا۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ شاہ شجاع کرمانی جو ایک بہت بڑے بزرگ تھے میں مدتوں ان کے ساتھ رہا۔ ایک دفعہ ان کے ہمراہ نیشاپور کا سفر اختیار کیا' اور وہاں ہماری ملاقات حضرت ابوحفص سے ہوئی۔ حضرت شجاع نے اس وقت قبا پہنی ہوئی تھی۔ حضرت ابوحفص ہمیں دیکھتے ہی تعظیم کی خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: آج میں نے قبا میں وہ سب کچھ پالیا جس کو میں مدتوں عبا میں تلاش کرتا رہا۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیر و سیاحت اور سفر کی صعوبتیں اُٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین بزرگوں کے وسیلے سے مجھے حق و معرفت اور سلوک کی منازل طے کرادیں۔ مجھے غیرت کا مقام شاہ شجاع کرمانی سے رجا کا مقام حضرت یحییٰ معاذ کی محبت سے اور شفقت کا مقام حضرت ابوحفص کی صحبت سے حاصل ہوا۔

آذربائیجان

یہ ایران کے شمال اور ترکی کے مشرق میں واقع ہے یہ روس کی ایک آزاد شدہ مسلم ریاست ہے۔ آذربائیجان کے روبہ بحیرکیسپین ہے جو دُنیا کی سب سے بڑی جھیل شمار کی جاتی ہے۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس علاقے کی بھی سیاحت کی۔ آذربائیجان کا صدر مقام اردبیل ہے' مقدسی کے مطابق ''شہر میں ہر وقت فوج رہتی ہے باشندے بخیل اور بار خاطر ہیں۔ علماء کا فقدان ہے واعظ فقہ سے ناآشنا ہیں اور لوگ مذہبی تعصب میں گرفتار ہیں۔ شیعہ نہیں پائے جاتے ہی' علم الکلام سے کسی کو بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تصوف کی طرف میلان زیادہ ہے۔ اردبیل میں ایک خانقاہ بھی ہے۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آذربائیجان کی پہاڑیوں میں ایک درویش کا آنکھوں دیکھا حال قلمبند کیا ہے وہ درویش اشعار پڑھتا اور گریہ و زاری کرتا جا رہا تھا آخر

Marfat.com

ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور وہیں جان دے دی۔

طوس

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک معاملے کے حل کے لیے میں شیخ ابوالقاسم گورگانی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے طوس پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مکان کے ساتھ والی مسجد میں بالکل تنہا کھڑے ایک ستون سے ہم کلام تھے۔ میں نے عرض کی اے شیخ! آپ یہ بات کس کو سنا رہے ہیں۔ فرمایا: اے بیٹا! ابھی اللہ تعالیٰ نے اس ستون سے گفتگو کی مجھے قوت عطا فرما دی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے مجھ سے سوال کیا اور میں اس کا جواب دے رہا تھا۔ کسی زمانے میں اس شہر کا بہت اہمیت حاصل تھی۔ طوس کے سارے باشندے امام شافعی کے مقلد ہیں ان کے پیروکار ہیں اور ان کی فقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

سرخس

مشہور سیاح ابوعبداللہ محمد المقدسی نے اپنے سفر نامہ جس کا نام ''احسن التقاسم فی معرفۃ الاقالیم'' ہے، حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیاحت اِن تمام علاقوں کا جہاں وہ گئے اپنے سفرنامے میں ذکر کیا ہے۔ یہ سیاح مقدسی کے نام سے معروف ہیں وہ سرخس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سرخس میں حنفیوں کے فرقہ عروسیہ اور شافعیوں کے فرقہ اہلیہ کے درمیان سخت عداوت پائی جاتی تھی۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے احمد حماد سرخسی جو کہ ماوراء النہر میں میرے دوست تھے پوچھا کہ وہ کون سا واقعہ ہے جس نے تمہیں توبہ کی طرف مائل کیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ میں سرخس کے جنگل میں مقیم تھا۔ میرا اونٹ بھی میرے ساتھ تھا۔ میرا یہ طریقہ تھا کہ میں اکثر اپنی روٹی حاجت مندوں کو دے دیا کرتا تھا اور خود فاقہ سے رہتا۔ اس

Marfat.com

دوران ایک دفعہ ایک شیر آیا۔ اس نے میرے اونٹ کو مار ڈالا اور کھایا نہیں بلکہ اونچی جگہ جا کر بیٹھ گیا اور زور زور سے دھاڑنے لگا۔ اس کے دھاڑنے کی آواز سن کر جنگل کے درندے اونٹ کے پاس جمع ہو گئے اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ جب وہ چلے گئے تو شیر نیچے اترا۔ ابھی وہ شکار کے قریب پہنچا نہیں تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑی لومڑی نمودار ہوئی۔ اس کو دیکھ کر شیر واپس چلا گیا' تاکہ لومڑی بے خوف ہو کر کھا سکے۔ لومڑی کے جانے کے بعد شیر اونٹ کے پاس آیا اور تھوڑا سا گوشت کھا کر چل دیا۔ جب وہ میرے قریب سے گزرا تو مجھے مخاطب کر کے رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا کہ اے احمد! پیٹ بھرنے والی اشیاء کا ایثار کر دینا تو درندوں اور چوپایوں کا طریقہ ہے اِنسان کی ہمت عالی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ اس سے بلند چیز یعنی اپنی جان بھائیوں کی بہبودی کے لیے قربان کر دے۔ یہ دیکھ کر میں نے دُنیا داری کے علائق چھوڑ کر بندگانِ خدا کی خدمت اور عبادتِ الٰہی کے لیے خود کو وقف کر دیا اور یہی واقعہ میری توبہ کا باعث بنا۔

نسا و مرو

مقدسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ نسا درختوں میں چھپا ہوا ایک صاف ستھرا خوب صورت شہر ہے۔ جامع مسجد خوش نما ہے۔ شہر مذہبی عیاروں کا اکھاڑا ہے۔ مذہبی تعصب نے اِجتماعی عافیت برباد کر دی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ نسا کے علماء نے قرآن میں تحریف و اضافہ کر دیا ہے۔ شہر کے وسط میں جامع مسجد ہے۔ شہر میں بیدار اور باشعور اکابر موجود ہیں۔ ہر رات وعظ اور مباحثے ہوتے ہیں۔ واعظ فقہ کا علم رکھتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ مدارس میں طلباء کو وظیفے دیے جاتے ہیں لوگوں میں فیاضی اور مروت کی کمی ہے۔ وسائل روزی تنگ ہیں' باشندے فتنہ پرور اور شاطر ہیں فسادات کی وجہ سے شہر کی آبادی کم ہو گئی ہے اور اکثر مکان اُجڑ گئے

Marfat.com

ہیں۔ شہر میں بدکاریاں پھیلی ہیں اور برابر جھگڑے اور فتنے اٹھتے رہتے ہیں۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مرو اور نسا کا علاقہ حضرت ابوالعباس سیاری کے ملک سے کبھی خالی نہیں رہا۔ وہاں میں نے ان کے مکتوب دیکھے۔ جو بہت دِلچسپ تھے اور ان کا موضوع جمع وتفرقہ تھا۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مرو میں تھا کہ ایک مشہور عالم نے مجھ سے کہا کہ میں نے سماع کے مباح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو دِین میں بڑی خرابی کا باعث بن جائے گی۔ آپ جیسا محدث لہو ولہب والے عمل کو جو تمام برائیوں کی جڑ ہے' جائز قرار دے دے' اُنہوں نے کہا: کہ اگر جائز نہیں ہے تو تم کیوں سنتے ہو۔ میں نے کہا: کہ اس کے جائز اور ناجائز ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر سماع کی تاثیر دِل میں حلال جذبات وخیالات پیدا کرے تو سماع جائز ہے۔ حلال ہے اور اگر حرام خواہشات ابھارے تو حرام ہے اور اگر مباح تاثر پیدا کرے تو مباح ہے۔ جو چیز ظاہری طور پر گناہ ہے' اس کی باطنی کیفیت کئی وجہ سے ہوسکتی ہے۔ کسی ایک پہلو پر اس کا اطلاق اور قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

ماوراء النہر

مقدسی لکھتے ہیں کہ ماوراء النہر سمیہ وقت ایک صوبہ ہے۔ ہر ملک سے زیادہ شاداب ہے' کسی ملک میں نہ تو اِتنے فقہا ہیں اور نہ علم کا ایسا چرچا ہے مذہبی زِندگی صراطِ مستقیم پر ہے ادب اور حدیث سے لوگوں کو خاص شغف ہے۔ درس وتدریس کا سلسلہ دِن رات جاری ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ماوراء النہر میں خواجہ عارف احمد ایلاقی' خواجہ علی بن اسحاق' ابوصغیر محمد بن حسین حرمی' ابومحمد باقری سے ملاقات کی آپ نے ''کشف المحجوب'' میں ایک مقام پر ماوراء

Marfat.com

النہر کے بارے میں لکھا ہے کہ مجھے وہاں ایک ملامتی کے ساتھ ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ دِن کے بعد میں نے پوچھا کہ تمہاری اس شوریدہ سری کا کیا مطلب ہے' کہا خلقت کو دور کرنا میں نے کہا: خلقت کی تو اِنتہا نہیں۔ تیری عمر اور زبان و مکان اِتنا وسیع نہیں کہ تمام خلقت کو دور کر سکے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے آپ کو اِن سے دور کر لے تا کہ اس جملہ تکلیف سے بچ سکے۔ کچھ لوگ خود خلقت کی طرف مشغول ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خلقت اُن کی طرف مشغول ہے' تجھے کوئی نہیں دیکھتا تو اپنے آپ کو مت دیکھ تیرے لیے ہر فتنہ تیری اپنی نظر کا نتیجہ ہے۔ تجھے دوسروں سے کیا سروکار اگر کسی کو شفا پرہیزی کھانا کھانے سے ملتی ہو اور وہ کھانا طلب کرے تو یقیناً آدمیت سے خارج ہے۔ کچھ لوگ طریقہ ملامت پر ازرہ ریاضت گامزن ہوتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اُنہیں اپنی بے بسی کا اِحساس ہو۔ بے کسی اور بے بسی اُن کے لیے باعث مسرت ہے۔ مزید ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: احمد حماد سرخسی آپ کے رفیق تھے ان سے دریافت کیا آپ نکاح کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا: ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ میں آپ اپنے آپ سے غائب رہتا ہوں اور دونوں جہانوں سے مجھے کچھ یاد نہیں ہوتا اور جب میں حاضر ہوتا ہوں تو اپنے نفس کو ایسے رکھتا ہوں کہ ایک روٹی کو ہزار حور سے بہتر سمجھتا ہوں۔ پس دِل کے شغل سے بہتر کوئی شغل نہیں سمجھتا۔ ماوراء النہر میں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہلِ ملامت میں سے ایک بزرگ کو دیکھا: جس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ بزرگ کوئی چیز کھاتا پیتا نہیں تھا۔ جو عام طور پر لوگوں کو میسر ہیں۔ اس کی خوراک وہ چیزیں تھیں جو عام لوگ پھینک دیتے تھے۔ مثلاً ساگ پات' کڑوا کدو' گلی سڑی گاجریں وغیرہ اس کا لباس ان چیتھڑوں پر مشتمل تھا جو وہ اِدھر اُدھر سے جمع کر کے پاک کر لیتا اور ان

Marfat.com

سے گدڑی سی لیتا اور پہنتا۔

فرغانہ

فرغانہ روسی ترکستان کا صوبہ تھا۔ اس کی آب و ہوا معتدل اور زمین سرسبز و شاداب اور زرخیز ہے۔ پھل اور غلہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ مغرب کی سمت کے علاوہ تینوں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور ان پہاڑوں کے درمیان دریائے سیہون بہتا ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: فرغانہ کے ایک گاؤں میں جس کا نام سلاتنک بیان کیا جاتا ہے۔ ایک بزرگ رہتے تھے۔ اس ملک کے تمام درویش اُن کی عزت و توقیر کیا کرتے تھے اور ان کو باب عمر کہہ کر پکارتے تھے۔ سلاتنک میں میری ملاقات بابِ فرغانی سے ہوئی اور یہاں واقعہ پیش آیا جس کا ذکر پہلے باب فرغانی کے باب میں ہو چکا ہے۔

خوزستان

خوزستان اِسلامی مملکت تھی۔ اس میں تشتر' سوس' اہواز' وردق اور ہرمنر کے علاقے شامل تھے۔ آج کل یہ اِیران میں خلیج فارس کا بالائی اِیرانی علاقہ ہے۔ اِس کے بالمقابل عراق کا مشہور شہر بصرہ واقعہ ہے۔ خوزستان کے معاشرتی اور مذہبی حالت کے بارے میں مقدسی اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ خوزستان عقائد کا اکھاڑا ہے۔ واعظ قصہ گو ہیں اور مساجد میں اودھم مچائے رکھتے ہیں۔ خوزستان اعتزال کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ کسی ملک میں یہاں سے زیادہ معتزلی نہیں پائے جاتے۔ عسکر مکرم والے تو سو فیصد معتزلی ہیں۔ عسکر' مکرم اور تشتر والوں کے درمیان تعصب کے سبب لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تشتر والوں نے ایک مرتبہ سوس سے حضرت دانیال کا تابوت منگوایا اور پھر واپس نہ کیا' اس سے دونوں شہروں کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے۔ عسکر مکرم کے علماء کو علم الکلام اور اِعتزال

Marfat.com

سے شغف ہے۔ اس لیے عوام اِن سے نفرت کرتے ہیں۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوزستان میں منصور حلاج کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے گئے تھے اور اُنہوں نے وہاں بہت سی کتابوں کو دیکھا جو منصور حلاج کی تصنیف کردہ تھیں۔

طبرستان

طبرستان کا زیادہ تر علاقہ اِیران میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ترکی اور عراق کا کچھ علاقہ اِس دور میں طبرستان میں شامل تھا۔ مقدسی طبرستان کے بارے میں لکھتا ہے کہ آمل اس کا صدر مقام ہے، کچھ باشندے حنفی ہیں، باقی حنبلی اور شافعی پہاڑی علاقہ میں کرامتیہ فرقہ کی خانقاہیں ہیں۔ بعض حصوں میں شیعوں کا زور ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اِن علاقوں میں مندرجہ ذیل بزرگوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ شفیق فرخ اخی زنجانی کے نام سے معروف ہیں۔ شیخ ابوعبداللہ جنیدی، خواجہ حسن سمنانی، شیخ احمد، شیخ حریان اور شیخ سہلکی۔

بخارا

مقدسی اپنے سفرنامہ میں بخارا کے بارے میں یوں رقم طراز ہے۔ ''بخارا کی ساری مساجد خوش نما ہیں اور نمازیوں سے بھری رہتی ہیں۔ جہلا اور ان پڑھوں کی تعداد کم ہے۔ واعظ فقہ اور تفسیر کا علم رکھتے ہیں۔ یہاں باہر کے بہت سے لوگ آ گئے ہیں۔ جنھوں نے برائیاں پھیلانی شروع کر دی ہیں۔ یہ لوگ بدمعاملہ ہیں اور نماز باجماعت کو غیر ضروری جانتے ہیں۔ درباری مقربین کا ایک گروہ ریشم و دیبا پہنتا ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھاتا ہے اور مذہبی معاملات سے بے اعتنائی برتتا ہے۔

Marfat.com

اہواز

مقدسی کے مطابق اہواز کے شہریوں میں نہ شرافت نسبی ہے نہ دِین و ایمان جامع مسجد میں عیاروں اور قلندروں کا ڈیرہ ہے۔

کرمان

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ میرے وقت کے ایک بزرگ تھے جن سے مجھے کرمان میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ کلیم بن خواجہ علی، شیخ مجتہد ابوالعباس سرمقانی، شیخ محمد بن سلمی۔ کرمان بھی ایران کا ایک شہر ہے۔ جو ایران کے شرقی حصے میں واقع ہے۔ مقدسی نے کرمان کے اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی حالت کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے۔ کرمان کی کھجور اتنی میٹھی ہوتی ہے کہ سادہ کھائی نہیں جاتی کرمان کا صدر مقام سیر جان ہے۔ علماء معتزلی خیالات کے ہیں، نرماسیر کھجور کی تجارت کا مرکز ہے۔ یہاں کی عورتیں بدچلن ہیں، ہر سال تقریباً ایک لاکھ اونٹ کھجور اٹھائے کرمان آتے ہیں۔ تو زنا و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ جیرفت ضلع کے باشندے حنفی ہیں۔ باقی مملک میں بحیثیت مجموعی امام شافعی کا مسلک غالب ہے۔ فقہ کے ماہر ہیں۔ اہلِ حدیث کا اثر بڑھتا جا رہا ہے۔ یم میں خوارج ہنگامہ مچاتے ہیں۔ ان کی جامع مسجد الگ ہے۔

فارس

فارس ایران کا بڑا شہر ہے۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں کی بھی سیاحت فرمائی اور وہاں ان کی ملاقات ابوالحسن سالبہ، ابوالحسن علی بن مکران، ابواسحاق بن شہریار، ابومسلم مروی، شیخ ابوطالب، شیخ ابواسحاق سے ہوئی اور ان سے تصوف کے بارے میں گفتگو بھی ہوئی۔ فارس کی ادبی معاشرتی اور مذہبی

Marfat.com

حالت کے بارے میں مقدسی نے لکھا ہے۔ فارس کی حکومت کا صدر مقام شیراز ہے۔ جو نو وجود شہر ہے عالم ادب و ظرافت سے خالی ہیں' ثقہ اور عادل لوگ قوم لوط سے ہیں۔ تاجر زانی ہیں میں نے علماء کا لباس پہننے والوں کو شراب میں دھت دیکھا ہے۔ قبرستان اور مقبرے بدمعاشوں کے اڈے ہیں' یہاں کے جامع مسجد بے نظیر ہے۔ جس میں حلقہ درس کے علاوہ صوفیاء کے محافل گرم رہتی ہیں۔ مجموعی طور پر فارس میں مستقلاً کئی مسلک و مذہب موجود ہیں۔ مثلاً حنفی' شافعی' معتزلی' حنبلی' شیعی اور یہاں داؤدی ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور بڑے بارسوخ اور مقتدر ہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے' ارجان اور ساحلی علاقوں میں شیعوں کی تعداد زیادہ ہے۔ معاشرہ واعظوں کی عزت نہیں کرتا۔

دمشق

دمشق شام کا صدر مقام ہے۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملک شام میں اپنے سفر کا ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا کہ ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے سرہانے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ حاضر ہوں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب شبیہ سے داخل ہو رہے ہیں اور سن رسیدہ بوڑھے شخص کو گود میں لیے ہوئے ہیں میں دوڑتا ہوا خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ پائے مبارک کو بوسہ دیا اور دِل میں قیاس کرنے لگا کہ یہ سن رسیدہ کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرے دِل کی کھٹک معلوم ہو گئی۔ ارشاد ہوا یہ شخص تیری قوم کا امام ہے' یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدسی نے دمشق کے بارے میں اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ شام کے صدر مقام دمشق کے باشندے مفسد ہیں اور شوریدہ سر ہیں۔ اس شہر کی واحد خوبی اور اس کا قیمتی سرمایہ ولید بن عبدالملک کی تعمیر کردہ جامع مسجد ہے۔ شام پر مصر

Marfat.com

کے فاطمی خلفاء حکمران ہیں۔

بغداد

مقدسی اپنے سفرنامہ میں بغداد شہر کی سماجی حالت لوگوں کے مذہبی اعتقادات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عراق کا دارالخلافہ بغداد کسی زمانے میں بہت پررونق شہر تھا۔ لیکن جب سے عباسی خلفاء کمزور ہوئے ہیں اس کا زوال شروع ہوا۔ آبادی کم ہوگئی اور شہر بھی اُجڑ چکا ہے۔ جامع مسجد میں صرف جمعہ کے روز آبادی ہوتی ہے۔ شہری حالت روز بروز بگڑتی جا رہی ہے۔ مجھے (مقدسی) اندیشہ ہے کہ وہ سامرا کی طرح برباد ہو جائے گا فتنے فساد جہالت اور فسق و فجور کا بازار گرم ہے مقامی حکومتِ ظالم ہے۔ عراق پر عباسی خلفاء کی حکومت ہے وہ سلاطین جو کہ ماتحت ہیں۔ بغداد میں عراق کے بلند پایہ فقہا حنابلہ اور شیعہ عوام پر حاوی ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں مالکیہ' اشعریہ' معتزلہ اور تجاریہ فرقوں کے پیرو بھی موجود ہیں۔

حضرت سیّد علی ہجویری نے اپنی عمر کا کچھ حصہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت جنید بغدادی کے شہر بغداد میں بسر کیا تھا آپ بغداد شہر کے گلی محلوں اور مسجدوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں گویا شہر کے چپے چپے سے واقف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد اور اس کے گردونواح میں منصور حلاج کی تقریباً پچاس کے قریب کتابیں دیکھیں ان تمام کتابوں میں ایسی باتیں میری نظر سے گزریں۔ جو سالک ابتدائی حال میں کرتا ہے۔ ان میں سے بعض باتیں اعلیٰ پائے کی تھیں بعض کمزور ترین کچھ باتیں اِنتہائی سادہ آسان اور کچھ انتہائی معقول تھیں۔ جب کسی پر حق کی روشنی ظاہر ہوتی ہے تو اس کی قوت حالِ عبارت میں آنے لگتی ہے اور جب فضل جاری ہوتا ہے تو اس سے متعلق باتیں اس طرح ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں بالخصوص جب وہ تعبیر میں تعجب کا اِظہار کرتا ہے تو فکر اس سے بیگانگی محسوس کرتی ہے

Marfat.com

اور عقل اس کے ادراک سے قاصر رہ جاتی ہے۔ سننے والے کہتے ہیں کہ یہ کلام بہت عالی ہے' اس موقعہ پر ایک گروہ جہالت کی وجہ سے اس کا منکر اور دوسرا گروہ جہالت کی وجہ سے اس کا قائل ہو جاتا ہے۔ ان کا اِقرار بھی اِنکار کی مانند ہوتا ہے۔ مگر جب محققین اور اہلِ بصیرت کو ایسا معاملہ درپیش آتا ہے تو وہ الفاظ میں نہیں اُلجھتے اور نہ ہی عبارت کی تعجب نمائی ان پر اَثر اَنداز ہوتی ہے۔ وہ مدح و ذم سے بے نیاز ہوتے ہیں اور کسی کا ماننا یا نہ ماننا ان کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زِندگی کا خاص واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عراق میں تھا۔ مجھے دنیا کمانے اور خرچ کرنے میں بڑی دِلیری اور جرأت ہو گئی۔ حتیٰ کہ جس کسی کو کچھ ضرورت اور احتیاج کسی شے کی پیش آئی۔ وہ میرے پاس چلا آتا میں اس کی ضرورت پوری کرتا کیوں کہ میں یہ چاہتا تھا کہ کوئی بھی شخص میرے ہاں سے خالی نہ لوٹے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری اپنی کمائی اس غرض سے کم پڑنے لگی اور دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے مجھے قرض لینا پڑا اور میں چند ہی دِنوں میں مقروض ہو گیا اور میں سخت پریشان ہو گیا۔ چنانچہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے میرے اِحوال کو دیکھتے ہوئے مجھے نصیحت کی کہ دیکھو! یہ تو ہوائے نفس ہے۔ اس قسم کا کاموں میں پڑ کر کہیں خدا سے دور نہ ہو جانا جو ضرورت مند ہے اس کی اِحتیاج تو ضرور پوری کرو۔ مگر خدا کی ساری مخلوق کے کفیل بننے کی کوشش نہ کرو۔ کیوں کہ اِنسانوں کی کفالت کا فریضہ خود خدائے بزرگ و برتر نے اَنجام دینا ہے۔ مجھے اس بزرگ کی نصیحت سے اِطمینانِ قلب حاصل ہوا اور مجھے محسوس ہوا کہ خدا کی مخلوق سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور میں تشریف آوری

حضرت داتا گنج بخش سلوک کی منازل' شریعت' معرفتِ الٰہی میں کامل ہو چکے تو آپ کے پیرومرشد کو معلوم ہو گیا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کے فیض و برکت کی روشنی عوام تک بھی پہنچے اور وہ ان سے فیض یاب ہوں اور تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیں تا کہ ان کی ولایت کا فیض دنیا کو منور کرتا رہے اور تبلیغِ دین میں جمود نہ آنے پائے۔ چنانچہ جب آپ بھی حصولِ معرفت میں عرفان کی بلندیوں تک پہنچ گئے تو آپ کے مرشد نے بھی آپکو حکم دیا کہ تم لاہور جاؤ اور وہاں اپنے علم و فضل سے توحید کی شمع روشن کرو' اور مخلوقِ خدا کو رشد و ہدایت کے راستے گامزن کرو۔

جب آپ کو اپنے مرشد ابوالفضل ختلی کا یہ حکم ملا تو آپ نے اِنکساری سے اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! وہاں تو ہمارے پیر بھائی اور آپ کے مرید کامل یعنی حضرت شاہ حسین زنجانی پہلے سے موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں میری وہاں کیا ضرورت ہے اور میرے جانے سے لوگوں کو کیا فائدہ ہو گا۔ اس کے جواب میں آپ کے مرشد نے فرمایا: اے علی! تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم تبلیغ دِین کا فریضہ انجام دینے کے لیے لاہور چلے جاؤ' آپ کو بحث سے کیا مطلب بلا چوں و چرا چلے جاؤ۔

مرشد کا یہ حکم سنتے ہی آپ حضرت علی ہجویری اپنے وطن غزنی گئے اور لاہور

Marfat.com

جانے کے لیے تیاری شروع کر دی۔ غزنی سے لاہور تک کا سفر بہت دُشوار گزار تھا۔ اس زمانے میں جب سفر کی کوئی سہولت نہیں تھی۔ غزنی سے لاہور تک کے سفر میں شمالی سرحدی علاقہ آتا ہے۔ آپ بغیر کسی ساز و سامان کے پا پیادہ اپنے دو رفیقوں کے ہمراہ عازم سفر ہوئے۔ اس ملک کی طرف جہاں کی معاشرت' تہذیب' زبان سے ناواقف تھے۔ آب و ہوا میں بھی نمایاں اِختلاف تھا۔ راستے سے بھی شناسائی نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اپنے مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ شیخ احمد حماد سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویری کے ہمراہ اس اجنبی ملک کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ دُشوار گزار پہاڑوں پر مشتمل تھا۔ یہ تینوں برگزیدہ بندے اِنتہائی مشقت اُٹھاتے ہوئے' پہاڑی راستے کو عبور کرتے پشاور پہنچے اور پھر پنجاب کے دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے لاہور پہنچے۔ مختلف روایات اور کتابوں کے حوالے سے آپ کی لاہور آمد کا سن ۴۳۱ ہجری ۱۰۳۹ء درج ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور آمد کے سلسلے میں مؤرخین کی مختلف آراء ہیں' خواجہ حسن سنجری اپنی کتاب ''الفواد الفواد'' میں لکھتے ہیں کہ:

''اس بارے میں مشہور قدیم روایت حضرت نظام الدین اولیاء سے منقول ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ حسین زنجانی لاہوری دونوں پیر بھائی ہیں۔ شیخ حسین زنجانی پہلے لاہور میں مقیم تھے۔ ایک دِن حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد نے آپ کو حکم دیا کہ لاہور جاؤ۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخش لاہور روانہ ہو گئے۔ جس دِن لاہور پہنچے رات ہو گئی تھی۔ قلعہ کے دروازے بند ہو گئے تھے' لہٰذا باہر رات گزاری صبح اُٹھے تو دیکھا کہ لوگ ایک جنازے اُٹھائے قلعہ سے باہر آ رہے ہیں۔

Marfat.com

دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جنازہ شیخ حسین زنجانی کا ہے۔ آپ کو اس وقت اپنے مرشد کے حکم کی حکمت سمجھ میں آئی"۔

یہ روایت" ثمرات القدس" میں بھی ہے' مگر کسی اور تذکرے میں موجود نہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کشف المحجوب" میں جہاں اپنے معاصرین کا ذکر کیا ہے۔ وہاں کہیں بھی شیخ حسین زنجانی کا اور اس واقعہ کا ذکر نہیں۔ "خزینۃ الاصفیاء" میں مفتی غلام سرور لاہوری نے حضرت داتا گنج بخش کی تاریخ وفات ۴۶۵ ہجری لکھی ہے اور شیخ حسین زنجانی کی وفات ۶۰۰ ہجری درج کی ہے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ حسین زنجانی معاصر تھے۔ حضرت داتا گنج بخش متفقہ روایات کی رو سے ان سے پہلے ۴۶۵ ہجری میں وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا نظام الدین اولیاء کے حوالے سے جو روایت مذکور ہوئی وہ درست نہیں۔

جدید آراء میں سے تین آراء ایسی ہیں جو درست تسلیم کی جاتی ہیں۔

۱- مسعود غزنوی (جو کہ محمود غزنوی کا بیٹا تھا) کے حملہ ہانسی کے وقت ۴۲۹ ہجری میں اس کے ساتھ آئے۔ (ہاشمی فرید آبادی- ماثر لاہور)

۲- محمود غزنوی کے ساتھ آئے۔ (سبحان رائے خلاصۃ التواریخ اردو)

۳- مسعود غزنوی کی ترکمانوں کیلئے شکست کے بعد ۴۳۱ ہجری میں آئے۔

(محمد حسین تسبیحی مقالہ ڈاکٹریٹ کشف المحجوب)

یہی روایت درست سمجھی جاتی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش ۴۳۱ ہجری میں اپنے دو ساتھیوں شیخ ابو سعید ہجویری اور حماد سرخسی کے ساتھ لاہور تشریف لائے ان دنوں غزنی میں سلطان مسعود غزنوی حکمران تھا اور سلجوقیوں نے جن کا حکمران سلطان الپ ارسلان سلجوقی تھا حملہ کر دیا اور مسعود غزنوی کو شکست دی اِس اَفراتفری اور

Marfat.com

بدامنی کے دور میں غزنی کے بہت سے علماء فضلا اور مقامی لوگ دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ سلطان مسعود غزنوی بھی لاہور آتے ہوئے جہلم کے کنارے گرفتار ہو کر مارا گیا۔

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس بیان کی روشنی میں کہ ”آپ کے پیرو مرشد شیخ حسن الختلی کا سر اِن کے اِنتقال کے وقت آپ کی گود میں تھا۔ ماننا پڑے گا کہ آپ دو مرتبہ لاہور تشریف لائے پہلی مرتبہ ۴۱۳ ہجری اور دوسری مرتبہ ۴۶۱ ہجری میں کیونکہ علامہ ذہبی نے اپنی کتاب ”تاریخِ اِسلام“ میں شیخ حسن الختلی کی تاریخِ وفات ۴۶۰ ہجری بیان کی ہے اس لیے ضروری ہے کہ حضرت شیخ علی ہجویری اپنے مرشد کے اِنتقال کے بعد ۴۶۱ ہجری میں دوبارہ لاہور آئے ہوں اور مستقلاً اپنی وفات تک لاہور میں ہی مقیم ہے۔

لاہور کے سیاسی اور مذہبی حالات

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب لاہور تشریف لائے تو آبادی بہت کم تھی اُونچی اونچی اور فلک بوس عمارتیں نہیں تھیں بلکہ سیدھے سادھے گھر تھے اور جہاں سے آپ تشریف لائے تھے وہاں کے ماحول سے ایک بالکل مختلف معاشرت' سیاسی حالت اور مذہبی حالت سے آپ کو سامنا کرنا پڑا آپ کی تشریف آوری کے وقت لاہور کا نام ”لیا ہور“ ”لوہور“ تھا۔

زمانہ قدیم سے پنجاب کی سرزمین حملہ آوروں کا نشانہ بنتی رہی اس زمانے میں لاہور کو سرزمین پنجاب کی ریاست کہا جاتا تھا اس لیے یہ شہر کئی بار برباد اور آباد ہوتا رہا۔

لاہور کے سیاسی حالات

آپ کی آمد سے قبل لاہور کے سیاسی حالات کچھ اس طرح تھی کہ ہندوستان

Marfat.com

کے شمال کی طرف غزنوی حکومت تھی اور ہندوستان میں بہت سی ریاستیں تھیں۔ ان ریاستوں کے حکمران ہندو راجپوت راجے تھے' آخر ایک وقت ایسا آیا کہ غزنوی حکومت کا حکمران امیر سبکتگین ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور آہستہ آہستہ حملے کرنے لگا۔ آخر حملے کرتا ہوا پنجاب تک آپہنچا اور چند قلعوں کو فتح کر کے واپس ہوا۔ قلعوں میں بعض مقامات پر اس نے مساجد بھی بنوائیں اور کافی مالِ غنیمت بھی اس کے ہاتھ لگا۔

اِس زمانے میں لاہور سے ملتان اور کشمیر سے پشاور تک علاقے پر راجہ جے پال کی حکومت تھی' جب اس نے دیکھا کہ ایک مسلمان حکمران نے اس کے علاقے پر حملہ کر کے اس کے بہت سے قلعے اور ان کا ملحقہ علاقہ فتح کر لیا ہے تو اسے سخت تشویش پیدا ہوئی اور اس نے اپنی ساری طاقت مجتمع کر کے ایک فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنایا۔ اِدھر غزنی میں امیر سبکتگین کو بھی راجہ جے پال کے اِرادوں کی خبر ہو گئی اور اس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ پشاور کی طرف کوچ کیا۔

لغان کے میدان میں جو کہ کابل اور پشاور کے درمیان واقع تھا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ فاتح سومنات محمود غزنوی بھی اس جنگ میں اپنے والدِ گرامی کے ہم رُکاب تھا طویل جنگ کے بعد راجہ جے پال نے امیر سبکتگین کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا۔ امیر سبکتگین نے اس شرط پر صلح قبول کر لی کہ راجہ جے پال اپنے دربار کے چند امراء اور کچھ قریبی رشتہ داروں کو بطور یرغمال اس کے حوالے کر دے اور ہندوستان واپس جا کر تاوانِ جنگ کے طور پر زر و جواہر اور ہاتھی گھوڑوں کی مقررہ تعداد امیر موصوف کی خدمات میں اِرسال کرے۔

اس قول و اقرار کے بعد راجہ جے پال اپنے شکست خوردہ لشکر کو لے کر بھٹنڈہ (درالسلطنت) واپس آیا۔ یہاں آ کر اس کی نیت میں فتور پیدا ہو گیا اس نے امیر

Marfat.com

سبکتگین کے ان امراء کو قید کر لیا جو اس سے تاوانِ جنگ وصول کرنے آئے تھے۔
جب امیر سبکتگین کے پاس جے پال کی طرف سے تاوانِ جنگ نہ پہنچا اور راجہ کی عہد شکنی کی اِطلاع ہوئی تو وہ غضبناک ہو کر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ افغانوں کی جمعیت کثیر کے ساتھ اس نے ہندوستان کی سرحدی مقامات پر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور شہر پر شہر فتح کرتا ہوا۔ پنجاب کی طرف بڑھنے لگا۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر راجہ جے پال نے ہندوستان کے بڑے بڑے راجاؤں کو لکھا کہ امیر سبکتگین بھارت ماتا کی آبرو پامال کرتا ہوا پنجاب کی طرف بڑھ رہا ہے اگر اس نے پنجاب فتح کر لیا تو آپ لوگوں کی آزادی بھی خطرے میں پڑ جائے گی اس لیے اپنے اس مشترک دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ فوجیں اور سامان رسد میری اِمداد کے لیے بھجوایئے۔

ہندوستان کی تمام بڑے بڑے راجہ جو امیر سبکتگین کی یلغار اور راجہ جے پال کی شکست کی خبر سن کر پہلے ہی گھبرائے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے باوجود جے پال کی اِمداد کے لیے کمر بستہ ہو گئے اور دلی، اجمیر، کالپی اور قنوج کے رجاؤں نے اپنی بے شمار فوجیں سامانِ رسد کے ساتھ پنجاب کی طرف روانہ کر دیں۔ اس طرح ایک لاکھ سورماؤں کا لشکر جے پال کے جھنڈے تلے جمع ہو گیا۔

اس لشکرِ عظیم کو لے کر راجہ جے پال امیر سبکتگین کے مقابلے کے لیے نکلا جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو امیر سبکتگین نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر دشمن کی فوجوں پر نظر ڈالی۔ دیکھا کہ حدِ نگاہ تک انسانی سروں کا سمندر موجزن ہے پھر اپنی فوجوں کو دیکھا تو چند ہزاروں افغانوں کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔ مگر یہ منظر دیکھ کر اس کی قوتِ ایمانی میں کمی نہ آئی۔ اس نے ہندو لشکر کو بھیڑ بکریاں اور خود کو قصاب سمجھا۔ اپنی فوج کے تمام سرداروں کو جمع کر کے اس نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس

Marfat.com

نے اس کی فوج کے دِل بڑھا دیے اور وہ سب مرنے مارنے کو تیار ہو گئے۔

امیر سبکتگین صاحبِ ہمت ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تدبیر بھی تھا۔ چنانچہ اس نے پانچ پانچ سو سواروں کو ایک ایک دستہ مرتب کر کے ایک آزمودہ کار افغان سردار کو اس کا سپہ سالار بنایا اور حکم دیا کہ یہ سارے دستے یک دم دُشمن پر حملہ نہ کریں بلکہ ایک دستہ حملہ کرے اور باقی دستے حملے کا اِنتظار کریں۔ اسی طرح امیر سبکتگین کی فوجوں نے راجہ جے پال کی فوجوں کو تھکا تھکا کر اِن کا ناک میں دم کر دیا۔ ایک دستہ جے پال کی فوج پر حملہ کرتا' جب وہ ہٹتا تو جے پال کی فوجیں سمجھتیں کہ افغان ہمت ہار گئے' کہ اتنے میں دوسرا دستہ نمودار ہو جاتا۔ جب وہ تھک جاتا تو تیسرا دستہ اس کی جگہ پر آ جاتا۔

چند روز کی جنگ کے بعد جب جے پال کی فوجوں میں کمزوری کے آثار پیدا ہونے لگے تو امیر سبکتگین نے اپنے لشکر کو حملہ عام کا حکم دیا۔ اس اچانک اور پُر زور حملے سے ہندو فوجوں کے پیرا کھڑ گئے اور حیران ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے' امیر سبکتگین کی فوجوں نے اِن کو چاروں طرف سے گھیر کر مولی گاجر کی طرح کاٹنا شروع کر دیا اور افغان مفرور فوج کا تعاقب کرتے ہوئے دریائے اٹک کو عبور کر کے آگے بڑھ آئے اور آگے بڑھ کر پنجاب کے بہت سے حصے پر قبضہ کر لیا۔

اُس وقت سے مسلمانوں کے قدم اِس خطہ پنجاب میں جمنا شروع ہو گئے اگرچہ سبکتگین کے حملوں کے بعد اس علاقے کی حکومت کچھ عرصہ تک ہندوؤں کے ہاتھوں میں ہی رہی لیکن مسلمان مبلغین کی آمد کا سلسلہ ۳۸۰ ہجری کے لگ بھگ شروع ہو گیا۔

مجلسی حالت

آپ کی آمد کے وقت لاہور میں آرائیں اور راجپوت قوموں کی غالب

Marfat.com

اکثریت آباد تھی یہ سب بت پرست لوگ تھے ان کے علاوہ کچھ اور اقوام بھی آباد تھیں مگر ان کی تعداد قلیل تھی۔ ذات کی تفریق نے ان اقوام کو ایک دوسرے کو دشمن بنا دیا تھا۔ ہر قوم کے لوگ اپنی ذات کے مطابق پیشہ اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ اعلیٰ ذات کے لوگ تہی مغز ہوتے ہوئے بھی علم حاصل کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے اور نیچی ذات کے لوگ ذہین اور صاحب دماغ ہوتے ہوئے بھی حصول علم کے قریب نہ جا سکتے تھے۔ اس طرح ان کی ساری صلاحیتیں ضائع ہو جاتیں۔

لاہور کے وسطی حصے میں زیادہ تر برہمن اور راجپوت سپاہی آباد تھے۔ ان کے علاوہ اہل علم وفن پیشہ وار اور تاجر لوگ جیسے زرگر، آہنگر، مستری، تیرگر، عطار، طبیب، منجم، عنبر فروش، قاضی، ہندسی، نجومی، جوگی، شاعر، فلسفی اور فال گیر بھی رہتے تھے وسطی لاہور کے علاوہ شہر کے باقی علاقے میں زیادہ تر آرائیں اور کسان تھے۔ بعض محلوں میں قصاب، رنگریز، چاہ کن، سقے، باغبان، خباز، صیاد اور کبوتر باز وغیرہ رہتے تھے۔

لاہور کے اردگرد زیادہ تر زمینیں ہندو آرائیوں کی تھیں جو مزارعین سے کھیتی باڑی اور باغبانی وغیرہ کرواتے تھے اور خود کو راجپوتوں کا ہم پلہ تصور کرتے تھے۔

مذہبی حالت

آپ کی آمد سے پہلے لاہور میں ہندو دھرم عروج پر تھا۔ شہر میں ہندوؤں کے مندر تھے۔ ہر مندر ایک پروہت کی جاگیر تھا۔ جس کے ساتھ وسیع زمین اور دوسری املاک تھیں۔ ان مندروں میں پجاری رنگ رلیاں مناتے تھے اور مذہب کے نام پر ہر قسم کی بے حیائی روا تھی۔ ہر مندر میں الگ الگ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ پجاری اور سادہ لوح عوام کی جیبیں خالی کرتے اور خود گلچھرے اڑاتے تھے۔

لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت خراب تھی۔ شراب، زنا، جوا اور دوسری برائیاں

Marfat.com

عام تھیں۔ عورتوں میں ستی کی رسم عام تھی۔ اوہام پرستی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

آداب الحرمین میں ہے کہ راجہ برنت نے اپنے زمانے میں سورج دیوتا کا مندر (راوی) بنوایا تھا۔ یہ بڑا مشہور اور قابلِ دید مندر تھا اور اس میں سورج کی پرستش کی جاتی تھی۔

تبلیغِ اسلام

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لاہور آمد سے پہلے ہی اگرچہ اسلام کی روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ آپ کے آنے سے پہلے جو بزرگ یہاں تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے ان کی کاوشوں سے بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے۔ مگر ہندو پروہتوں کی اجارہ داری کی وجہ سے تبلیغِ دین میں رکاوٹیں تھیں اور لاہور کی فضا مسلمانوں کے حق میں بڑی ناسازگار تھی۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لاہور تشریف لانا اور تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دینا جہاد بالسیف سے بڑا کارنامہ ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لاہور میں آنے کا مقصد لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دینا تھا اور اسی مقصد کے لیے آپ اپنے وطن غزنی کو چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔ آپ نے تبلیغ کا آغاز فرمایا آپ کے پاس جو آتا اسے اللہ پر ایمان لانے کی ترغیب دیتے۔ اسے دینِ اسلام کے عقائد سے آگاہ کرتے اور اس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دُعا فرماتے: کہ خدا ان کو اِسلام قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ لوگ آپ کے پاس آتے اللہ کے اس ولی کی دُعائیں ساتھ لے جاتے۔ آپ کے پاس آنے والے لوگوں کو آپ کی روحانیت کے باعث دینی اور دُنیاوی فیض حاصل ہوتا' آپ کی دُعاؤں کی برکت سے کئی مریضوں کو شفا نصیب ہوئی لوگوں کی تنگ دستی عزت خوشحالی میں بدل گئی۔ سب سے پہلے جو غیر

Marfat.com

مسلم آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اِسلام ہوا۔ وہ کوئی عام اور معمولی غیر مسلم نہیں تھا‘ بلکہ ایک ایسا ہندو راجپوت تھا جو لاہور کی غیر مسلم ریاست کا ایک اہم سیاسی اور کلیدی عہدے دار تھا‘ جب لاہور یعنی پنجاب کی ریاستوں کا غزنی سے الحاق ہوا تو کچھ عرصہ بعد جب شہزادہ مجدد پنجاب کا حکم بنا تو رائے راجو کو نائب حاکم پنجاب بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ وہ اس اہم عہدہ پر فائز رہا آخر راج پاٹ گھر بار چھوڑ کر جوگ اختیار کر لیا اور جب اشتد راج کے مقام پر پہنچا تو رائے راجو جوگی کہلایا۔ لاہور اور اس کے گرد نواح میں اس کا بڑا چرچا تھا اور لوگ اس کو بہت نذر نیاز دیتے تھے۔ جب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور پہنچے تو اس کی شہرت اور نذر نیاز میں کمی واقع ہوگئی‘ جس پر وہ حضرت کے سامنے آ کھڑا ہوا اور آپ سے مقابلہ کی ٹھان لی آپ نے بہت پیار و محبت سے سمجھایا کہ میں کوئی شعبدہ گر نہیں ہوں کہ تمہیں کوئی کمال دکھاؤں۔ میں تو اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں اگر تم میں کوئی خوبی ہے کوئی شعبدہ ہے تو دکھاؤ۔ اس پر جوگی رائے راجو ہوا میں اڑنے لگا‘ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے اپنی پاپوش مبارک ہوا میں پھینک دی جو جوگی کے سر پر کفش کاری کرتے ہوئے اسے زمین پر لے آئی۔ اس کرامت سے متاثر ہو کر جوگی آپ کے قدموں میں گر گیا اور دائرہ اِسلام میں داخل ہو گیا۔ آپ نے اِسے اپنی بیعت میں لے لیا۔ آپ کی نظر عنایت سے اس کی ظاہری اور باطنی حالت میں بدل گئی اور آپ نے اس جوگی رائے راجو کو اِسلامی نام عبداللہ اور لقب شیخ ہندی عطا فرمایا:

مفتی غلام سرور لاہوری نے حدیقۃ الاولیاء میں آپ کی تبلیغ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاہور میں آ کر ہنگامہ فضیلت و مشیخیت گرم کیا۔ دِن کو طالب علموں کی تدریس‘ اور رات کو طالبان حق کو

Marfat.com

تلقین ہوئی' ہزاروں جاہل ان کے ذریعے سے عالم' ہزاروں کافر مسلمان' ہزاروں گمراہ راست رو ہزاروں دیوانے صاحب عقل و ہوش ہزاروں ناقص کامل اور ہزاروں فاسق نیکوکار بن گئے۔ تمام زمانے نے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ اس وقت لاہور مرجع علماء وفضلاء تھا۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں آ کر فیض یاب ہوتے۔

جسٹس امیر علی رقم طراز ہیں کہ جب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے تو ہندو اس وقت کے راجہ جے سنگھ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ سیّد علی ہجویری ایک زبردست سیاسی شخصیت بنتے جا رہے ہیں۔ آپ اس کی طرف توجہ دیں' چنانچہ راجہ جے سنگھ نے سلطان مسعود غزنوی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے یہ بات سن کر ٹال دی اور کہا کہ آپ ایک برگزیدہ ہستی ہیں' اس کی طرف آپ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں اپنے زمانے کے حالات کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''خداوند بزرگ و برتر نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا ہے جب لوگوں نے حرص و ہوس اور لالچ کا نام شریعت' تکبر اور جاہ و ریاست کی طلب کا نام عزت' اور علم ریائے خلق (دنیا سے دھوکا کرنے) کا نام خوف الٰہی' دل میں کینہ چھپائے رکھنے کا نام حلم تحمل' لڑائی جھگڑے کا نام بحث و مباحثہ' طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت' نفسانی خواہشوں اور دل کی باتوں کا نام محبت' خدا کے راستے سے بھٹکنے اور بے دین ہونے کا نام فقر' اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا نام فنا فی اللہ اور ترک شریعت کا نام ''طریقت رکھ لیا ہے''۔

لاہور میں تعمیر مسجد

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب لاہور میں مستقل قیام

Marfat.com

پذیر ہو گئے تو اُنہوں نے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت محسوس کی وہ مسجد تھی۔ کیوں کہ مسجد ہی تبلیغ دِین کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اپنے قیام کے تھوڑے عرصے بعد ہی جس جگہ آپ رہتے تھے اس کے قریب ہی اپنے دستِ مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے لیے کہیں سے روپیہ اکٹھا نہیں کیا سارا پیسہ خود خرچ کیا اور ایک مزدور کی حیثیت سے اس مسجد کی تعمیر میں آپ نے حصہ لیا۔ مسجد ایک بڑے کمرے پر مشتمل تھی اور اس پر لکڑی کی چھت ڈالی گئی۔ شہر لاہور میں یہ پہلی مسجد تھی' جس کی بنیاد حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈالی۔ اس مسجد کی تعمیر سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ مسجد برصغیر پاک ہند کی پہلی وسیع مسجد تھی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اولیائے مشائخ نے اپنے تذکروں میں اس مسجد کو کعبہ پنجابے و ہند کے نام سے یاد کیا ہے۔ داراشکوہ کتاب سفینۃ الاولیاء کے مطابق (۴۳۱ ہجری میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی اور صدیوں تک یہ مسجد قائم رہی۔ عالمگیر کے زمانے میں جب دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا تو شہر میں نشیبی علاقوں کی دیگر عمارتوں کے ساتھ اس مسجد کو بھی بہت نقصان ہوا۔ بعد ازاں چوہدری غلام رسول نے مسجدِ قدیم کی جائے محراب کو سنگِ مرمر کی ایک سل سے قائم رکھتے ہوئے ازسرِنو مسجد کی تعمیر کرائی۔

درسگاہ

گزشتہ زمانے میں کوئی مسجد بھی ایسی نہیں بنائی جاتی تھی جہاں درس و تدریس کا کام نہ کیا جاتا ہو۔ مسجد کو بطور درس گاہ کے بھی اِستعمال کیا جاتا تھا۔ جو مسجد آپ نے نماز کے لیے تعمیر کی تھی اسی مسجد میں آپ نے درس و تدریس اور تبلیغ اِسلام کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ فارغ اوقات میں آپ اس مسجد میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور اِسلام کی بنیادی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرتے آپ نے اپنے درس

Marfat.com

سے بہت سے لوگوں کو دینِ اسلام کی روشنی بہم پہنچائی۔ اس مسجد کے ساتھ آپ نے ایک حجرہ بھی تعمیر کرایا جس میں کہ آپ آرام فرماتے تھے: ''کشف الاسرار'' میں آپ کہتے ہیں کہ ''جب میں ہندوستان میں پہنچا اور نواح لاہور کو جنت نظیر پایا تو یہیں بیٹھ گیا اور لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ اس طرح سے حکومت کی بو دماغ میں پیدا ہو رہی ہے تو میں نے لوگوں کو درس دینا چھوڑ دیا اور پھر اس کا نام نہ لیا۔ معلّمی چھوڑنے کے بارے میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو کتابوں کے حوالے سے نہیں بلکہ سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی لوگوں کے حوالے سے پہنچی ہے کہ دو طالبِ علم تھے آپ نے خفا ہو کر ان کی طرف غصے اور جلال سے دیکھا وہیں ختم ہو گئے' اس واقعہ کے بعد آپ نے درس کا سلسلہ ختم کر دیا۔

لقب گنج بخش

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرتبے ان کی جلالت اور شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے مزار پہ چلہ کشی کی اور ہندوستان روانگی کے لیے آپ سے اِجازت طلب کی تو آپ حضرت کی پائینتی کی طرف کھڑے تھے۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر آ گیا۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیرِ کامل' کاملاں را رہنما

اسی وقت سے آپ گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے مشہور ہو گئے' گنج بخش کے معنی ہیں ''خزانے بخشنے والا''لیکن تذکرہ نویسوں نے اس بات سے اِختلاف کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ گنج بخش کا لفظ بطورِ لقب ہے حضرت معین الدین چشتی کے آپ کے مزار پر آنے سے پہلے ہی شہرت پا چکا تھا۔ ان کی رائے میں یہ

Marfat.com

شعر کسی معمولی اور غیر معروف شاعر کا ہے۔ ایک گروہ اس بات پر بھی اِختلاف کرتا ہے کہ خزانے بخشنے والا صرف اللہ کی صفت ہے' اس کے بندے کی نہیں' اس طرح دیگر صفات جو اس شعر میں بیان کی گئی ہیں ان صفات کا خدا کی ذات کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شرک ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: ''اے علی! تجھے خلقت گنج بخش کہتی ہے اور (عجب لطف ہے کہ) تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا اس بات کا کہ (مخلوق تجھے گنج بخش کہتی ہے) کبھی خیال تک بھی نہ لا ورنہ محض دعویٰ اور غرور ہو گا گنج بخش یعنی خزانے بخشنے پر قادر تو صرف اسی کی ایک ذات ہے جو بے چوں و بے چگوان اور بے شک و شبہ مالک الملک ہے۔ اس کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا ورنہ زِندگی تباہ ہو جائے گی۔ بے شک وہی اکیلا خدا ہے' جس کا کوئی شریک نہیں''۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے فیض رسانی سے متاثر ہو کر لوگوں نے جو آپ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ کو ''گنج بخش'' کہنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ جو اُنہوں نے مانگا جو چاہا سو پایا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفور محبت اور جذبات کے عالم میں یہ شعر پڑھا اور مشہور ہو گیا۔ گنج بخش کا لقب آپ کو زیبا ہے کیوں کہ آپ نے پوری زِندگی علم و عرفان کا جو خزانہ لوگوں میں تقسیم کیا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے اور آپ کی طبیعت میں سخاوت اور فیاضی کا جذبہ غیر معمولی تھا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر' حضرت میاں میر قادری' حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری' حضرت سیّد خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے آپ کے مزار مبارک پر معتکف ہو کر منازل سلوک و

Marfat.com

معرفتِ الٰہی کو حاصل کیا۔ داراشکوہ نے اپنی تصنیف سفینۃ اولیاء میں لکھا ہے کہ جو شخص چالیس جمعرات کو بلا ناغہ مزار داتا پر حاضری دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی حاجت پوری فرماتا ہے: وصال کے بعد اولیاء کرام کی فیض و برکت کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے' یہ بات کتاب وسنت سے درست تسلیم کی جاتی ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں شیخ حسام الدین لاہوری کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے شیخ حسام الدین لاہوری سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص ماں باپ کی قبر کو سجدہ کرے تو کافر نہیں ہوتا اور اگر کسی مشکل وقت میں ماں باپ کی قبر پر دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کشائی فرماتا ہے: شیخ حسام الدین کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ ''وہ ایک نیک طبیعت بزرگ تھا جس نے ۷۸ برس عمر پائی تھی۔ آپ جب شیخ صاحب کے پاس پہنچے تو حالت نزع میں تھے نے کہا میری جان! میرے خاتمہ بالخیر کی دُعا کر۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کی آخری سانس میں اس کے منہ پر کان دھرا تو وہ کہہ رہا تھا۔ اللّٰھم انت ربی وانا عبدک (الٰہی تو میرے رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں) جب حضرت نے شیخ سے کہا کہ میرے لیے بھی کچھ دُعا کیجئے تو فرمایا: اے علی ہجویری! کسی کو رنجیدہ نہ کر' کوشش کرتے رہو کہ ہر کوئی تجھ سے خوش رہے۔

حضرت کے روحانی مدارج

''کشف المحجوب'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی لکھتے ہیں کہ ''میں علی بن عثمان جلابی ہوں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے: ارشاد فرمایا کہ اپنے حواس خمسہ کو قید میں

Marfat.com

رکھنا ہی مکمل ترین مجاہدہ ہے۔ اس لیے کہ تمام علوم کا حصول انہی پانچوں دروازں سے ہوتا ہے۔ یعنی دیکھنا' سننا' چکھنا' سونگھنا اور چھونا وہ پانچ حواس ہیں جو علم اور عقل کے قافلہ کے سالار ہیں۔ ایک اور خواب کا ذکر کیا جس سے حضرت امام ابو حنیفہ کے بلند مقام کا اظہار ہوتا ہے آپ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ شام میں مؤذن رسول حضرت بلال کے مزار پر سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بزرگ کو بچوں کی طرح شفقت سے اپنی بغل میں لیے باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ میں دوڑا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ چومے۔ حیران تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور یہ کیا صورت ہے۔ آپ نور باطن سے میرے دل کی کیفیت کو جان گئے اور فرمایا: تیرا امام ہے' اور تیرے ہی علاقے کا رہنے والا ہے' مجھے اپنے علاقے کے اعزاز پر بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کے اس خواب سے حضرت امام اعظم یعنی ابو حنیفہ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

کرامات

کرامت کا لفظ کرم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایسا فعل جو اس کے ولی سے سرزد ہو جس سے اِنسانی عقل اور قوت عاجز ہو جائے کرامت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے سامنے جب باطل قوت آ کر ان سے ٹکر لیتی ہے تو اللہ اپنے ولیوں کو سچا کرنے کے لیے ان سے ایسی طاقت کا اِظہار کرواتا ہے جس سے باطل عاجز ہو جاتا ہے تو یہ کرامت بن جاتی ہے۔ صوفیاء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بندوں سے کرامت کا سرزد ہونا برحق ہے۔ جس طرح ولایت' نبوت کے زیرِ سایہ ہے ایسے ہی کرامت بھی معجزہ کے تابع ہے یعنی ولی کی کرامت نبی کے معجزے کا عکس ہے۔ نبوت معجزہ کے اظہار سے اثبات نبوت کا دعویٰ ہے۔ ولی' نبی کے دعویٰ کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ یعنی اس کے تابع ہوتا ہے۔

معجزہ کا ظہورِ پیغمبر سے اور کرامت کا ظہور اللہ کے ولی سے ہوتا ہے۔ صاحبِ معجزہ شرع میں تصرف پیدا کر سکتا ہے کیونکہ وہ خدا کا نبی ہوتا ہے اور صاحب کرامت کے لیے اتباع شریعت ضروری ہے کیونکہ ولی کی کرامت شرع کے برعکس نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ عین شرع کو حق ثابت کرنے کیلئے ہوتی ہے۔

کرامت اللہ تعالیٰ کے عنایتوں میں سے ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ اس لیے آپ سے کرامات کا اِظہار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرامات کے ظہور سے مکرم کیا' بیشار کرامات آپ سے سرزد ہوئیں مگر وہ صفحۂ

Marfat.com

قرطاس پر نہیں آسکیں۔ آپ کی کراہتوں میں سے جو تذکروں میں موجود ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

محراب سے کعبہ نظر آنے کا واقعہ

اللہ کے بیشتر اولیاء جہاں کہیں بھی گئے۔ وہاں سب سے پہلے انہوں نے اللہ کا گھر یعنی مسجد ہی بنائی۔ کیونکہ مسجد اِسلامی معاشرت کی بنیاد ہے اس لیے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب لاہور میں آئے ہوئے کچھ عرصہ گزر گیا تو آپ نے سوچا کہ اب یہاں مسجد کی بنیاد رکھی جائے تاکہ جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں انہیں اللہ کی عبادت کے طریقے سکھلائے جائیں اور نماز کی عملی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر آپ نے اپنے عقیدت مندوں میں مسجد بنانے کی خواہش کا اِظہار کیا۔ چند ساتھیوں نے مکمل تعاون کا اِظہار کیا۔ چنانچہ ایک روز مسجد کا تعمیراتی سامان اکٹھا کر کے مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ آہستہ آہستہ مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔ آخر کچھ دِنوں کے بعد مسجد تعمیر ہو کر مکمل ہو گئی۔ اِدھر اُدھر کے لوگوں نے آ کر دیکھا کہ مسجد تو بن گئی ہے لیکن اس کے محراب کا رخ کعبۃ اللہ کی سمت یعنی مغرب کی طرف بالکل سیدھا نہیں بلکہ جنوب کی طرف کچھ مائل ہوتا معلوم تھا کیونکہ اس زمانے میں قطب نما نہ تھے جس سے سیدھی سمت کا اندازہ خود بخود ہو جاتا ہے اس لیے کچھ لوگوں نے اس بات کا اِظہار کیا کہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد کے محراب کا رُخ بالکل قبلہ کی طرف سیدھا نہیں بلکہ تھوڑا سا ٹیڑھا ہے۔ آپ نے لوگوں کا یہ اعتراض سن لیا۔ جب مسجد ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی تو آپ نے لوگوں کو مدعو کیا کہ آؤ آج سارے اس مسجد میں نماز ادا کریں۔

آخر نماز کا وقت ہوا۔ اذان ہوئی۔ اس کے بعد نماز کی جماعت کھڑی ہوئی۔

Marfat.com

آپ نے خود اِمامت فرمائی۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے لوگوں کو مخاطب کر فرمایا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں یہ مسجد قبلہ رُخ نہیں ہے۔ آؤ دیکھو کہ قبلہ کس طرف ہے۔ جو اُنہوں نے نظر اُٹھا کر دِیکھا تو مسجد سے کعبۃ اللہ نظر آنے لگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو مکرم رکھنے کے لیے مسجد سے لے کر کعبۃ اللہ تک تمام حجابات کو درمیان سے اُٹھا دیا۔ دیکھا کہ جس مسجد سے براہِ راست کعبہ نظر آ رہا ہے کیا وہ ٹیڑھی ہے۔

سب لوگ اس بات پر حیران ہوئے کہ یہ اللہ کا کتنا عظیم اور باکمال ولی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اعتراض کو کس شان سے دور فرمایا ہے۔ تمام اعتراض کرنے والے بڑے نادم ہوئے کہ ہم نے حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعمیر کردہ مسجد پر اعتراض کیوں کیا۔ دِل ہی دِل میں بڑی شرمندگی کے ساتھ آپ سے معذرت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آپ کی یہ کرامت اُس دور میں کافی مشہور ہوئی۔ (سفینۃ الاولیاء)

دودھ میں برکت کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک روز سید علی ہجویری اپنی قیام گاہ پر تشریف فرما تھے اور یادِ الٰہی میں مصروف تھے کہ ایک بوڑھی عورت کا گزار اِدھر سے ہوا۔ جس کے سر پر دودھ سے بھرا ہوا مٹکا تھا۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ تم اس دودھ کی قیمت لے کر دودھ دے دو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ دودھ آپ کو نہیں دے سکتی' کیوں کہ یہ دودھ رائے راجو کو دیتی ہوں' اگر نہ دیں تو اس کے اثر سے بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی جگہ خون نکلنے لگتا ہے۔ آپ نے عورت کی یہ بات سن کر کہا کہ اگر تم یہ دودھ ہمیں دے جاؤ' تو اللہ کی رحمت اور فضل سے تو تمہاری بھینس پہلے سے بھی زیادہ دودھ دے گی اور تم ہر قسم کی آفت سے بھی محفوظ رہو گی۔ آپ کی یہ

Marfat.com

باتیں سن کر وہ عورت رضا مند ہو گئی' چنانچہ اس نے دودھ آپ کو دے دیا اور واپس لوٹ گئی شام کو جب اس نے اپنے جانوروں کو دوہا تو انہوں نے روز کی نسبت زیادہ دودھ دیا یہاں تک کہ اس کے گھر کے سب برتن بھر گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے دودھ میں برکت ڈال دی۔

یہ خبر جلد ہی لاہور کے قرب و جوار میں پھیل گئی کہ لاہور کے باہر اللہ کا ایک فقیر ہے اس کو دودھ دیں تو دودھ اللہ کی برکت سے بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ دودھ میں برکت کی خاطر لوگ آپ کے پاس دودھ لانے لگے' آپ اپنی ضرورت کا دودھ لے کر باقی دودھ لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور جب یہ لوگ گھروں میں اپنے جانوروں کا دودھ دوہتے تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ ہوتا۔ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں نے رائے راجو کو دودھ دینا بند کر دیا اور اس کے خلاف ہو گئے۔ رائے راجو کو جب اصل حقیقت کا علم ہوا کہ اب اس فقیر کی دُعا سے اس کا جادو اب بھینسوں کے تھنوں پر نہیں چلتا تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اس جادو کو تیز کر کے فقیر کو یہاں سے بھگا دیا جائے۔ جس کے پاس لوگ دودھ کا تحفہ لے کر جاتے ہیں' مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ کے فقیر کے ساتھ خدا کی مدد شامل حال رہتی ہے۔

چنانچہ اِنتقامی جذبے کے تحت وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا دودھ تو بند کرا دیا اب ہمارے ساتھ مقابلہ کرو اور پھر وہی واقعہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ رائے راجو نے زبان میں کچھ پڑھا اور ہوا میں اڑنے لگا اور خدا کے فضل سے آپ کی جوتیاں ہوا میں بلند ہو کر اس کے سر پر پڑنے لگیں تو وہ زمین پر اتر آیا۔ آخر وہ حضرت کے قدموں میں گر گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے پاس سفلی علم تھا جس کی بناء پر اس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ مگر اس کا سارا علم اللہ کے ایک ولی کامل کے سامنے ہیچ ہو گیا اور بے بس ہو گیا لیکن یہی بے

Marfat.com

بس اس کا مقدر جگا گئی اور وہ سلوک کی منزل پر گامزن ہوگیا اور شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن گیا۔

ہندوؤں کا مسلمان ہونا

سوانحِ حیات حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ شہر میں اس طرف گئے جہاں راستے میں ہندوؤں کے مندر واقع تھے۔ آج کل یہ علاقہ رنگ محل کے قریب پانی والا تالاب کے نام سے منسوب ہے۔ یہاں اس دور میں راوی مندر تھا۔ جہاں کئی ہندو بتوں کی پوجا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے مندر کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک ہندو ایک بت کے سامنے کھڑا ہے اور ہاتھ میں گندم کی روٹی کی بنی ہوئی چوری ہے۔ آپ نے بت کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ کے حکم سے چوری کھاؤ تو وہ بت چوری کھانے لگا کچھ اور ہندو بھی وہاں موجود تھے ان میں ہندو پروہت بھی تھا۔ ہندو پروہت کو بڑا دکھ ہوا کہ ہم سے ایسے واقعات نہیں ہوتے اس سے ہماری توہین ہوئی ہے لہٰذا وہ اس ہندو سے ناراض ہوگیا جس کے ہاتھ میں چوری تھی۔ بہانہ بنا کر پروہت نے کہا: کہ تمہارے اس طرح کرنے سے دیوتا جی ہم سے ناراض ہو گئے۔ لہٰذا آج سے ہمارا تمہارا بائیکاٹ ہے۔

کچھ روز کے بعد چوری والا ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت! لوگ اس روز کے واقعہ سے اِنکار کر رہے ہیں۔ میری بات کو کوئی سچ نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا تم اپنے رشتہ داروں اور دیگر احباب کو اکٹھا کر لو اور اللہ کی طاقت دیکھ لو۔ حاضرین جمع ہو گئے۔ آپ نے پھر بت کو حکم دیا کہ چوری کھاؤ تو وہ چوری کھانے لگا۔

Marfat.com

ہندو لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بڑے حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ اللہ ہر کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے لہٰذا تم ان بے جان بتوں کی پوجا سے توبہ کر لو اور اللہ کے سچے دِین میں آ جاؤ تو آپ کی اس توجہ سے بیشمار لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے یہ واقعہ پہلے لوگوں میں سینہ بہ سینہ تھا۔ لیکن کچھ عرصہ سے لوگوں نے کتابوں میں نقل کر دیا۔ حقیقت اللہ کو معلوم ہے۔

دِینِ حق کی سربلندی کا واقعہ

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور میں جب دِینِ حق کی تبلیغ شروع کی تو لاہور میں ہندو دھرم پورے عروج پر تھا۔ ہندو پروہتوں کو اپنے دِین پر بڑا ناز تھا۔ وہ کلمہ حق سننے کو بالکل تیار نہ تھے۔ مگر آپ تو توحید و رسالت کی شمع روشن کرنے ہی کے لیے لاہور میں آئے تھے تو آپ غیر مسلموں میں جہاں کہیں موقع پاتے خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اگر کوئی آپ کے پاس چل کر آتا تو اسے بھی توحید و رسالت کا درس سناتے۔ ایمان لانے کی طرف مائل کرتے اور اس کے صاحبِ ایمان ہونے کو دُعا کرتے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آہستہ آہستہ لوگ آپ کی دعوتِ حق کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے کئی لوگ مشرف بہ اِسلام بھی ہو گئے۔ غرض یہ کہ آپ کے عقیدت مندوں میں دِن بدن اضافہ ہونے لگا اور آپ کی شہرت پورے لاہور میں پھیل گئی کہ اللہ کا ایک ولی لاہور شہر میں غرب رو یہ رہتا ہے جو دِینِ اِسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔

آخر آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی اِطلاع کے حاکم کو بھی ہو گئی۔ جب اسے آپ کی دعوت توحید و رسالت کا علم ہوا تو وہ بہت آگ بگولہ ہوا اور انتقامی آگ میں بھڑک اُٹھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو بلایا اور کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے شہر

Marfat.com

میں ایک مسلمان آکر اپنے دین کو پھیلا رہا ہے اور تم سوئے ہوئے ہو۔ فوری طور پر اس مسلمان کے تبلیغی سلسلہ کو ختم کیا جائے اور اس فقیر کو شہر سے باہر نکال دیا جائے۔

رات ہوئی تو حکومتی سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیام گاہ پر آگیا ہی انہوں نے صورت حال کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کا ایک دوست ایک جھونپڑے کے اندر اللہ کی یاد میں بیٹھا ہوا ہے۔ ذکرِ الٰہی جاری ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں لاہور کے حاکم نے بھیجا ہے کہ آپ کو یہاں سے باہر نکال دیں۔ کیونکہ آپ کی تبلیغ سے ہندو دھرم کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارا مذہب ختم ہو جائے اور دینِ اِسلام چھا جائے۔

لاہور کے ایک سوداگر کا واقعہ

حضرت نے ''کشف الاسرار'' میں ایک جگہ دنیا کا سراسر درد والم کی جگہ قرار دیا ہے عورت کو بے وفا بتایا ہے۔ لاڈلی اولاد کے نقصان بتائے ہیں اور صبر کرنے اور قسمت سے زیادہ حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرنے پر افسوس ظاہر کیا ہے اور اس کی مثال میں لاہور کا یہ چشم دید واقعہ لکھا ہے:

فرماتے ہیں کہ لاہور میں ایک سوداگر تھا۔ کریم اللہ نام تھا۔ مال اور دولت اس کے پاس بافراط تھا۔ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ امام بخش نام رکھا۔ بڑے جشن کیے' بڑی خوشی منائی گئی۔ اِسی دن خبر آئی کہ جس کاروان میں اس کا مال تھا اس پر ڈاکہ پڑا ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد ایک اور کاروان کے لٹنے کی خبر آئی اور لڑکا بھی ناز اور نعمت سے پرورش پا رہا تھا۔ غرض بے چارا تنگ ہو کر خود باہر نکلا مگر ناکام واپس آیا۔ لڑکے کو مکتب میں بٹھایا۔ جب صاحبزادہ نے استاد کی

Marfat.com

داڑھی کھینچنا چاہی تو اس نے بھی جواب دے دیا۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ لڑکا آوارہ ہو گیا گھر کی چیزیں بکنے لگیں۔ گھر کی چکی سوداگر کی عورت نے چار درہم میں بیچی اور آخر خاوند سے بیوفا ہو گئی اور یکے بعد دیگرے تینوں دردناک موت سے مر گئے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ تقدیر الٰہی ایسی ہی تھی کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں کہ وہ مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں۔

بھٹی قوم کے قبولِ اِسلام کا واقعہ

اس دور میں بھاٹی کے علاقے میں بیشتر آبادی ہندوؤں کی تھی جو بھٹی کہلاتے تھے اور بھاٹی کی وجہ تسمیہ بھی یہی تھی۔ مسلمان عقیدت مند جو داتا صاحب کی زیارت اور رشد و ہدایات کے لیے آتے تھے ان کا اکثر گزر بھاٹی سے ہی ہوتا تھا۔ چونکہ داتا صاحب کا مسکن بھاٹی کے باہر تھا۔ اس لیے ازراہِ عقیدت لوگوں نے بھاٹی کا نام بدل کر آپ کے نام پر ہجویری محلہ رکھ دیا ہے۔

بھٹی کہلانے والے ہندوؤں کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی۔ انہوں نے جے سنگھ کی قیادت میں ایک وفد حضرت سیّد علی ہجویری کے پاس بھیجا جس نے انہیں اپنے جذبات سے آگاہ کیا۔ آپ نے ہندوؤں کی شکایت کو ٹھنڈے دِل سے سنا اور فیصلہ صادر فرمایا کہ اس کا نام بھاٹی ہی رہے گا۔

ظاہری نمود و نمائش اور خوش ستائش کو جب آپ نے ٹھوکر مار دی اور یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ظاہری زیب و زینت گوارا نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس دُنیاوی زیب و زینت کو پسند کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ اپنے صفائے باطن کی طرف دھیان دیتے ہیں۔ آپ کے اس فیصلہ سے ہندو بھٹی اور اِن کے وفد کا لیڈر اِتنے متاثر ہوئے کہ اُنہوں نے آپ کے ہاتھوں اِسلام قبول کر لیا۔ اس دِن سے سب بھٹی مسلمان

Marfat.com

کہلانے لگے اور یہ وہی بھٹی مسلمان ہیں جو جذبۂ اسلام سے آج تک سرشار ہیں۔ اس واقعہ کی تصدیق دوسرے مؤرخین نے بھی کی ہے۔ جن میں مسعود الحسن بھی شامل ہیں۔ ان کی کتاب ''حضرت داتا گنج بخش اے سپر چوئل بایوگرافی'' میں یہ واقعہ بھی درج ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملک ایاز کی عقیدت مندی کا واقعہ

سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۴ ہجری میں جب لاہور پر حملہ کیا تو راجہ جے پال کا بیٹا راجہ اننگ پال صرف تھوڑے ہی مقابلہ کے بعد دُم بھاگ نکلا اور لاہور شہر پر محمود غزنوی کا قبضہ ہو گیا۔ محمد لطیف مرحوم نے تاریخ لاہور میں لکھا ہے کہ جب محمود غزنوی نے ۴۱۴ ہجری میں لاہور پر قبضہ کر لیا تو اپنے محبوب ملازم ملک ایاز کو اس کے اصرار پر ایک محافظ دستہ فوج کے ہمراہ لاہور میں چھوڑ دیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ ملک ایاز کو بزرگانِ دین نے سلطان محمود غزنوی کی ذاتی حفاظت کے لیے مامور کیا ہوا تھا۔ روحانی عالم میں یہ فیصلہ آباد ہو گیا اور اللہ اکبر کی تکبیریں گلی گلی کوچے کوچے بلند ہونا شروع ہو گئیں محمود کے غلام نے اپنی دولت اور مال و متاع تمام حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ ایاز پر یہ عیاں ہو گیا کہ اس کا غزنی جانے سے اِنکار اور لاہور رہنے پر اِصرار ایک حکمِ خداوندی تھا۔ آخر ۴۵۰ ہجری میں ایاز نے وفات پائی۔ لاکھوں فرزندانِ توحید نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور اِسلام کے اِس عظیم فرزند کو لاہور میں چوک رنگ محل کے قریب سپرد خاک کر دیا لاہور شہر کی عین دِل میں واقعہ یہ مزار اس غلام کی عظمت اور بلند کردار کی ایک ناقابلِ فراموش یادگار ہے۔ (کشف و کرامات حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

Marfat.com

طاعون کی بیماری سے شفایابی کا واقعہ

روایت ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں جب لاہور میں طاعون کی وبا پھیلی تو ہزاروں انسان اس بیماری سے لقمہ اجل بن گئے لاہور کے ایک آدمی امیر رائے بہادر رام سرن داس کے تینوں بیٹے بھی اس بیماری کا شکار ہو گئے رائے بہادر کو بہت پریشانی ہوئی اس نے کرنل بھولا ناتھ' کرنل امیر چند اور کرنل سدر لینڈ یہ (یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پوتی بمبیا سنگھ کے شوہر اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل تھے) جیسے مشہور اور قابل ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا بہت سے لوگ ان کی عیادت کے لیے اُن کے گھر لال کوٹھی جاتے اور خدا سے ان کی صحت یابی کی دُعا کرتے رائے بہادر خود اس واقعہ کو اس طرح سناتے ہیں "ایک شب میں اور تمام اہلِ خانہ سوئے ہوئے تھے کہ کپکپاہٹ سی محسوس ہوئی اور میری نیند کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ براق لباس پہنے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں تسبیح لیے میرے فرزند گوپال داس کی چارپائی کے پاس کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں اس اجنبی کو دیکھ کر میں پریشان ہو گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور برابر پڑھتے رہے پھر وہ بزرگ میرے دوسرے فرزند روپ رام کی چارپائی کے پاس گئے اور وہاں بھی دُعا مانگی اور پھر تیسرے بیٹے کی چارپائی کے قریب جا کر بھی دُعا کی اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے فرمانے لگے میں تمہارا ہمسایہ گنج بخش ہوں مجھ سے تمہاری پریشانی اور بے کلی دیکھی نہ گئی اس لیے میں دُعا کے لیے فوراً آ گیا ہوں اب گھبرانے کی ضرورت نہیں خداوند کریم ان کو شفا عطا فرمائے گا"۔

اس واقعہ کے بعد جب بیماروں کو مکمل صحت یابی اور شفا ہو گئی تو رائے بہادر نے حضرت داتا صاحب کے سجادہ نشین غلام حیدر' میاں علم دین' میاں غلام محمد کے

Marfat.com

پاس حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا اور کہا کہ میں حضرت کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں اس کی صورت کیا ہو سکتی ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہر سال آپ کے عرس پر تو انتظام ہوتا ہی ہے اس لیے ایسا کام کیجئے جو مستقل فیض کی صورت ہو اس پر رائے بہادر نے دربار میں بجلی کا مکمل اِنتظام اپنے خرچ پر کروایا اور سارا کام ایک ماہ کے اندر مکمل کروایا اور جب سارا کام مکمل ہو گیا تو خود دربار جا کر نذر پیش کی اور بجلی کی روشنی کا افتتاح کیا۔

Marfat.com

اخلاق و عادات

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخلاق حمیدہ کا اعلیٰ نمونہ تھے' آپ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ نے ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی اتباع میں زندگی گزاری اور آپ کی شخصیت میں وہ تمام اوصاف اور خوبیاں موجود تھیں جو ایک باعمل صوفی باشرع متقی اور پرہیزگار اِنسان میں ہونی چاہئیں۔ یہ آپ کے اخلاق حسنہ کا نتیجہ تھا کہ لوگ جوق در جوق حلقہ اِسلام میں داخل ہونے لگے۔

اندازِ گفتگو

آپ کی گفتگو کی نرمی اور حلاوت کا اندازہ اس حکایت سے جو آپ نے ''کشف المحجوب'' میں فرمائی ہے لگایا جا سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ماوراء النہر کے ایک ملامتی سے ملنے کا اِتفاق ہوا۔ صحبت میں کشادگی اور بسط کی کیفیت پیدا ہوئی تو میں نے اسے کہا بھائی ان بے ہودہ افعال سے آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا: مخلوق کو اپنے سے دور رکھنا میں نے کہا: مخلوق بے شمار ہے' اور تمہاری عمر اور زبان محدود تو مخلوق سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ خود اسے چھوڑ دے تا کہ اس تکلف سے بچ جائے۔ آپ ہر کسی سے اچھی بات کہتے۔ آپ کے سمجھانے کا انداز بہت دِلنشین اور ہمدردانہ ہوتا یہ آپ کی شیریں بیانی ہی تھی کہ

Marfat.com

جو بھی آپ کے نزدیک آتا' آپ کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ یہ آپ کی خوش کلامی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے لاہور کے ۳۴ سالہ قیام کے دوران ہندو مسلمان ہوتے رہے اور آپ کے درس کو لوگ بہت شوق سے سنتے۔

عفو درگزر

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے سفر میں کسی بات سے اس قدر رنجیدہ نہیں ہوتا تھا جتنا اس بات سے زیر بار ہوتا کہ جاہل خدمت گزار اور کم عقل مقیم مجھے اپنے ساتھ لے لیتے اور اس خواجہ کے گھر' اس دہقان کے گھر لیے پھرتے' میرا دِل اس سے نفرت کرتا مگر ظاہر میں درگزر سے کام لیتا' مقیم حضرات جو بے راہ روی میرے ساتھ اِختیار کرتے رہے ہیں' میں نے دِل میں عہد کر لیا تھا کہ اگر کسی وقت میں مقیم ہو گیا تو مسافروں سے یہ سلوک ہرگز نہیں نہیں کروں گا' بے ادبوں کی محبت میں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ان کے برتاؤ میں اِنسان کو جو چیز اچھی نہ لگے اِنسان اس سے پرہیز کے قابل ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی درویش ہو کر چند دِن ٹھہرتے اور دُنیوی ضروریات کی خواہش کرے تو مقیم کے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اس کی ضروریات فوراً پوری کرے۔ اگر یہ مسافر خالی بے ہمت دعویٰ دار ہے تو مقیم کو بے ہمتی کرنا اور اس کی ناممکن ضروریات پوری کرنا ضروری نہیں۔ اس کے لیے یہ دُنیا چھوڑنے والوں کو راستہ ہے' اگر وہ دُنیا کا طالب ہے تو بازاروں میں جا کر خرید و فروخت کرے یا کسی بادشاہ کے ہاں دریوزہ گری کرے' اس دنیا سے آزاد لوگوں سے کیا واسطہ:

عفو و درگزر بھی حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت کا ایک پہلو تھا۔ وہ لوگ جو راہِ حق اِختیار کرتے ہیں بہت سے لوگ ان کی جان کے دُشمن بن جاتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی جب تبلیغ کا

Marfat.com

سلسلہ شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا' جس کی وجہ سے دشمن بھی آپ کے دوست اور گرویدہ بن گئے۔

سخاوت اور فیاضی

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے دریا دل اور فیاض تھے۔ اللہ کی راہ میں جو ہوتا دے دیتے۔ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی کو دینے سے کبھی گریز نہیں کیا اور نہ ہی کبھی سوچا کہ اب اگر اللہ کی راہ میں جو کچھ ہے وہ دے دیا تو پھر آئندہ مجھے کیسے ملے گا۔ چونکہ اللہ کے ولی دولت جمع کرنے کے حق میں نہیں ہوتے ان کا نظریہ ہے کہ مال ملنے پر ضرورت کے مطابق کر کے اپنی ضرورت پوری کرلو اور بقیہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ اسی نظریے کے پیشِ نظر آپ کی خدمت میں جو کچھ آتا اسے بے حساب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے اور پھر سب سے بڑی خوبی یہ کہ جسے دیا اسے زِندگی بھر کبھی احسان نہ جتلایا اور نہ ہی کسی قسم کی اس کے بدلے میں کسی سے خدمت لینے کی کوشش کی۔ غرض یہ کہ آپ حد سے بڑھ کر سخی تھے۔ آپ نے اللہ کی راہ میں سخاوت کرنے کا ذکر خود ''کشف المحجوب'' میں یوں بیان کیا ہے:

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عراق کے علاقے میں دُنیا کی طلب اور اسے خرچ کرنے میں کافی بڑھ گیا اور مجھ پر بہت قرض ہو گیا۔ جس کو کوئی ضرورت ہوتی وہ میرے پاس آجاتا اور میں ان لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کی فکر میں الجھ کر رہ گیا۔ بزرگانِ وقت میں سے ایک بزرگ نے مجھے لکھا' دیکھو بیٹا! اللہ تعالیٰ سے اپنے دِل کو ہٹا کر ایسے لوگوں کی دلداری میں مصروف نہ کرو جو خواہشات میں مشغول ہیں اگر کوئی دل اپنے دل سے زیادہ مرتبے والا پاؤ تو اس کی دِلداری کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ورنہ اس کام سے اپنا ہاتھ ہٹا لو۔ اس کے لیے کہ خدا کے

Marfat.com

بندوں کی کفالت خدا کے ذمے ہے۔ اس پر عمل کرنے سے تھوڑے وقت میں میری جان آزاد ہوگئی۔

خودداری

خودداری کا وصف آپ کی طبیعت میں بڑا نمایاں تھا آپ چونکہ روشن ضمیر تھے اور روشن ضمیر ہمیشہ خود داری سے کام لیتا ہے اس لیے اپنے ذاتی معاملات میں خود داری اور عزتِ نفس کی پاسداری کے قائل تھے۔ خودداری کا جذبہ اطاعتِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے تھے اور ہر کام میں اس کی اطاعت کرتے تھے اس لیے آپ میں خودداری کا وصف بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھا تھا۔ خوددار اِنسان کبھی کسی کے آگے سوال نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی دُنیا داروں کے ہاں کچھ لینے کے لیے جاتا ہے۔ آپ کی ضروریات اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خاص سے خود پوری فرمائیں۔ اس لیے آپ کو کبھی کسی دُنیا دار کے پاس جانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

اس کے بارے میں حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کشف المحجوب" میں فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ کسی دُنیا دار کے بلانے پر نہ جائے اس کی دعوت قبول نہ کرے اس سے کوئی چیز طلب نہ کرے۔ یہ اہلِ طریقت کی توہین ہے اس لیے کہ دُنیا دار درویشوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

خلاصہ یہ کہ اِنسان دُنیاوی سازوسامان کی کثرت سے دُنیا دار نہیں بن جاتا اور اس کی قلت سے درویش نہیں ہو جاتا۔ جو شخص فقر کو غنا پر ترجیح دیتا ہے وہ دُنیا دار نہیں ہے اگرچہ بادشاہ کیوں نہ ہو اور جو فقر کی فضیلت کا منکر ہے وہ دُنیا دار ہے۔ اگرچہ وہ (مفلسی کی وجہ سے) مجبور کیوں نہ ہو۔ دعوت میں جائے تو کسی چیز کے کھانے یا نہ کھانے میں تکلف نہ کرے۔ وقت پر جو کچھ دستیاب ہو اس پر اکتفا

Marfat.com

کرے۔ اگر صاحبِ دعوت محرم (ہم جنس، بے تکلف) ہو تو شادی شدہ شخص کھانا گھر لے جا سکتا ہے اگر وہ نا محرم ہو تو اس کے گھر جانا ہی صحیح نہیں۔ کسی بھی حال میں (بچا ہوا) کھانا گھر لے جانا پسندیدہ بات نہیں۔ (کشف المحجوب)

ایثار و قربانی

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کشف الاسرار" میں فرمایا کہ "اے غافل! دیکھ یہ میں اور خودی چھوڑ دے مردِ راہ بن اور دوسرے کا حق نہ مار۔ دولت دُنیا کو عذاب سمجھ اور اسے غریبوں میں لٹا دے اگر نہ لٹایا تو یہ دُنیا قبر میں کیڑے بن کر تجھے کھائے گی اور لٹا دیا تو تیری دوست بن جائے گی، تیرے ہاتھ پاؤں تیرے دُشمن ہیں، جب تو مر جائے گا تو تیرے پاؤں، آنکھیں اور ہاتھ گواہی دیں گے کہ بُری جگہ گئے تھے، بری نگاہ ڈالی تھی، دوسرے کی چیز اُٹھائی تھی، پس کسی کی چیز کی خواہش نہ کر، گناہوں پر دِن رات توبہ کر، اُستاد کے حق کا خیال رکھ، مخلوقِ خدا پر رحم کر، لقمہ حرام مت کھا، بے عزتی کی جگہ قدم نہ رکھ اور عزت کرنے والے کے پاس بیٹھ"۔

اِیثار کے بارے میں آپ اپنے خیالات کا اِظہار "کشف المحجوب" میں بھی کیا ہے۔ آپ کوئی ایسی بات نہیں کرتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے۔ آپ ایثار کے پابند تھے، ابتدائی عمر میں ہی آپ نے اپنے نفس کو آرام اور راحت اور آسائش سے ہٹا کر علم کے حصول کے لیے لگا دیا پھر اس کے بعد جنگلوں صحراؤں، بیابانوں اور مختلف ممالک میں تحصیل علم اور بزرگانِ دِین کی زیارت کے لیے گھومتے رہے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے، شادی دونوں مرتبہ والدین کے اِصرار پر ہوئی اس کے بعد پھر نہیں کی، کیوں کہ یہ بات آپ کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں رکاوٹ بن سکتی تھی۔

Marfat.com

عاجزی و انکساری

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا آپ اس کے ساتھ نہایت عاجزی اور انکساری سے پیش آتے۔ اپنا تمام کام خود کرتے کسی کا اِحسان لینا پسند نہیں تھا۔ آپ کے دروازے ہر خاص و عام کے لیے کھلے رہتے۔ آپ اپنے کپڑوں پر خود ہی پیوند لگا لیتے۔ اللہ کے ولی اللہ اپنے عجز سے ہی پہچانے جاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے فرمان کے مطابق اپنی زِندگیوں کو گزارتے ہیں آپ نے عاجزی کے بارے میں ان خیالات کا اِظہار کیا ہے کہ "درویش کو چاہیے کہ بے خودی کے عالم میں مراقبہ کی شکل میں سر جھکا کر چلے۔ اپنے سامنے کے سوا اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ اگر کوئی شخص سامنے آجائے تو اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لیے کپڑے نہ سمیٹے' کیوں کہ تمام مسلمان اور ان کے کپڑے پاک ہیں۔ یہ بات خود بینی اور رعونت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اگر سامنے آجانے والا شخص کافر ہے اور اس کے جسم پر نجاست ظاہر نظر آ رہی ہے تو اپنے آپ کو اس سے بچانا جائز ہے' جماعت کے ساتھ چل رہا ہو تو آگے بڑھ کر چلنے کی کوشش نہ کرے' اس لیے کہ زیادتی کی خواہش تکبر کی نشانی ہے اس طرح پیچھے پیچھے بھی نہ چلے اس میں تواضع کی زیادتی کا مظاہرہ ہے اور تواضع کا اِحساس خود تکبر ہے۔ چلتے وقت چپل اور جوتے نجاست سے محفوظ رکھے' اگر کسی جماعت یا ایک درویش کے ساتھ ہم سفر ہو تو راستہ میں کسی اور سے بات کرنے کے لیے نہ ٹھہرے۔ اپنے ساتھیوں کو اِنتظار نہ کرائے' درمیانی چال چلے' جلدی نہ کرے' کہ یہ حریص لوگوں کی روش ہے' بہت زیادہ آہستہ بھی نہ چلے کہ یہ متکبر لوگوں کی چال ہے' زمین پر پورا قدم رکھے' مختصر یہ کہ طالب راہ کی چال ایسی ہو کہ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ کہاں جا رہے ہو تو وہ یقین سے کہہ سکے اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ

Marfat.com

اگر اس کی چال ایسی نہیں ہے تو یہ چلنا درویش کے لیے وبال ہے۔ اس لیے کہ صحیح قدم دِل کی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جس کے خیالات حق پر مرکوز ہیں اس کے قدم خیالات کے تابع ہوں گے۔

لباس

جسم ڈھانپنے کے لیے حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی مخصوص صوفیانہ لباس کا شوق نہ تھا۔ آپ کے زمانے میں صوفیاء مخصوص قسم کا م لباس پہنتے تھے۔ جسے وہ صوف کا لباس قرار دیتے تھے تاکہ اس لباس کے پہننے سے دوسروں کو معلوم ہو کہ وہ صوفی ہیں۔ صوفیاء کے ایسے لباس کو خرقہ یا گودڑی کہا جاتا تھا۔ خرقہ یا گودڑی کو پیوند لگے ہوتے تھے۔ مگر آپ کے دور میں بعض ظاہر دار صوفیاء نے پیوند لگے کپڑوں اور خرقہ کو لوگوں میں جاہ و جمال کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ ایسا کرتا صوفیاء کے لیے اچھا نہ تھا اس لیے آپ صوفیاء کا مخصوص لباس پہننے کو بہتر تصور نہیں کرتے۔ کیونکہ کشف المحجوب میں لباسِ صوفیاء کے بارے میں آپ نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ صوفی کا لباس کیسا ہو اور اپنے لباس کا ذکر فرمایا ہے:

آپ فرماتے ہیں کہ اب صوفیاء نے خرقہ یعنی پشم والا لباس ترک کر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لباس راہِ طریقت کے لیے شرط نہیں ہے۔ اس دور میں پشم کا لباس کم پہننے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ پشم مشکوک ہوگئی ہے اور وہ اس طرح کے جانور چوری چکاری اور لوٹ مار میں ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بدعتیوں کی ایک جماعت نے بھی اونی لباس پہننا شروع کر دیا ہے اور اہلِ بدعت کی مخالفت ضروری ہے چاہے اس سے خلافِ سنت ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔

صوفیاء کپڑوں میں پیوند لگانے کے سلسلے میں تکلف برتنے لگے ہیں اس لیے

Marfat.com

لوگوں میں ان کی جاہ و منزلت بڑھ گئی ہے اور اب ہر شخص ان کی نقالی کرنے لگا ہے۔ بظاہر خرقہ پہن لیتے ہیں مگر ان سے اعمال انتہائی نامناسب سرزد ہوتے ہیں۔ انہیں ان نام نہاد صوفیوں کی حرکت سے اس قدر رنج ہوا کہ وہ اپنے لباس اس انداز میں سینے لگے کہ کوئی دوسرا اس طرح نہ سی سکے۔ اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کے لیے یہ اپنی علامت اور نشانی مقرر کر لی اور اس حد تک اپنا شعار بنایا کہ ایک درویش کسی شیخ کی خدمت میں گیا اس نے جو خرقہ پہن رکھا تھا اس پر چوڑے بخیے لگے ہوئے تھے چنانچہ شیخ نے اسے اپنی محفل سے نکال دیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صفا کی حقیقت طبیعت کی رقت اور مزاج کی لطافت ہے۔ نیک دِل اور صاف طبع میں کجی بھی نہیں ہوتی۔ جس طرح ناموزوں شعر طبیعت پسند نہیں کرتی یا کوئی بھی نامناسب کام طبیعت کو اچھا نہیں لگتا۔

بعض لوگوں نے لباس کے معاملے میں کبھی تکلف سے کام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اِنہیں گدڑی عطا کی تو اُنہوں نے پہن لی اور اگر وہ اُنہیں قبا سے نوازتا ہے تو اسے زیب تن کر لیتے ہیں اور اگر انہیں برہنہ رکھتا ہے تو وہ اس طرح گزارہ کرتے ہیں اور میں علی بن عثمان جلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی طریقے کو پسند کرتا ہوں اور میں نے اپنے سفر میں اسی پر عمل کیا ہے۔

پھر ابوسعید ہجویری کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اس وقت غزنی میں بھی ایک پیر صاحب کرامت موجود ہے۔ خدا اس کو تادیر سلامت رکھے اس کا نام مؤید ہے۔ ابوحامد دوستان کی طرح اس کو بھی اپنے لباس پر قبضہ نہیں ہے اور نہ اِختیار ہے۔ میں بھی اسی طریق کو پسند کرتا ہوں۔ یعنی اگر گودڑی مل جاتی ہے وہی پہن لیتا ہوں۔ قبامل جائے تو اس سے بھی اِنکار نہیں۔ پشم کا جامہ اور سفید پیراہن بھی پہن لیتا ہوں گو سفید میں دھونے کی تکلیف ضرور ہے۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی خاص لباس کے پابند نہیں۔ جو مل جاتا اور جو میسر آ جاتا وہ پہن لیا کرتے تھے۔ مگر ایسے لباس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے جس سے زینت پائی جاتی ہو اور جو محض نمائش کے لیے ہو۔

چنانچہ ''کشف المحجوب'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ میں جن دِنوں خراسان میں تھا اور مقصد خاص کے لیے پھر رہا تھا میں نے بطور سنت ایک سخت کپڑے کی گودڑی پہنی ہوئی تھی۔ ایک عصا میرے ہاتھ میں تھا۔ اور چمڑے کا لوٹا میری ظاہری کائنات تھی۔

خوراک

لباس کی طرح خوراک کے بارے میں بھی آپ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مل جاتا ہے اسے استعمال میں لے آتے کیونکہ اِنسانی زِندگی کے لیے خوراک کھائے بغیر کوئی اور چارہ کار نہیں۔ جسم خوراک سے ہی قائم رہتا ہے اس لیے ضرورت کے مطابق خوراک استعمال کرنا عین سنت بھی ہے۔ آپ خوراک میں زیادتی کے قائل نہ تھے۔ کیونکہ آپ کا اِرشاد ہے کہ مرید کے لیے بسیار خوری سب سے زیادہ نقصان دہ ہے اس لیے آپ نے بہت سیر ہو کر کھانے سے عمر بھر گریز کیا۔

قیام لاہور کے دورانِ آخری عمر میں آپ کی قیام گاہ پر جب لوگوں کا آنا جانا کثرت سے ہو گیا تھا تو لنگر کا اِہتمام بھی عام ہو گیا۔ ہر ایک کے لیے کھانا ایک جیسا ہوتا۔ جو پکتا اسی سے آپ بھی تناول فرما لیتے اور اپنے پاس آنے والوں کی خدمت بھی کرتے اس طرح آپ کی خوراک کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کا عطائی تھا۔ جو آ گیا اسی پر قناعت کر لی اور زندگی کے شب و روز پورے ہو گئے۔ خوراک میں دودھ سبزیاں، گندم، چاول، گوشت اور دیگر ضروری اشیاء قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

آپ کھاتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت طریقے کا بہت خیال رکھتے اسی لیے آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ نظر اپنے لقمے پر رہے۔ کھانے کے دوران مکمل پیاس کے بغیر پانی نہ پیئے۔ اور پیئے تو اتنا تھوڑا کہ جگر تر ہو جائے۔ لقمہ بڑا نہ لے۔ خوب چبا کر کھائے جلد نہ کرے اس سے بدہضمی کا اندیشہ ہے اور سنت کے بھی خلاف ہے کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور ہاتھ دھوئے۔ اگر جماعت میں سے دو تین یا زیادہ آدمی خفیہ کسی دعوت میں چلے جائیں اور کچھ پیچھے تو بعض مشائخ کے نزدیک یہ حرام ہے اور صحبت میں خیانت کے مترادف ہے۔

راہِ راست کی تلقین

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین فرماتے تھے: اور اس سلسلے میں اُنہوں نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں فرمایا ہے۔ اے دوست! میں اور تو پردیسی ہیں دُعا کر کہ خدا ہم پر کرم کرے اور اپنی یاد کا ذوق عطا کرے۔ میں بے چارہ یہاں و آشکارا آوارہ ہوں اور ہر دم محبوب کا نام لیتا ہوں۔ تعریف اس بے نیاز خدا کی جس نے ہمیں عناصر اربعہ سے بنایا اور نعتِ پیغمبر کی کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔

فقیر بادشاہوں اور حاکموں کی دوستی اور ہم نشینی کو سانپ اور اژدھا کی دوستی جانے فقیر کو بادشاہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اس کا توشہ برباد ہو جاتا ہے ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اگر تو ہفت ہزاری بھی ہو جائے تو کیا ہے آخر ایک مشت خاک ہے اور خاک ہی ہونا ہے ایک قطرہ ہے پھر اِتنا غرور کس لیے بالآخر دُنیا سے تجھے جو کچھ ملتا ہے وہ چار گز کفن ہے اور خدا جانے وہ بھی ملے یا نہ ملے۔

مجھے ایک دوست کی بات یاد آتی ہے کہتا تھا اے دوست! خدا کی عنایت ہو تو

Marfat.com

جنگل میں جا کر خدا کی عبادت کروں اور کسی سے سوائے خدا کے نہ مانگوں اور میں (علی بن عثمان جلابی) اس کو دوست رکھتا ہوں جو قریب رہ کر دوست رہے۔ برائیوں سے بچے تا کہ بامراد ٹھہرے۔ بلاشبہ حضرت خضر علیہ السلام اولیاء اللہ کے دوست ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اولیائے اللہ کو بقاء اور مشاہدہ ربانی ہوتا ہے۔

اے دوست! دُنیا پانی کی کشتی ہے اور بن پانی کا ملک تو غوطہ خور بن ڈوبنے والا نہ بن وہ کہ جس سے کسی کو تجھ سے فیض ملے وہ نہ کہ جس سے کسی کا دِل دکھے' دِین پناہ بادشاہ کی خدمت یہ ہے کہ وہ جور ستم کا قلع قمع کرنے والا اور رعیت کے نفع ونقصان کو جاننے والا ہو۔ دُنیا نہ ڈھونڈ' دُنیا مردار ہے' اور اس کا طالب کتا بیان کیا گیا ہے۔ اور عقبیٰ کا طالب بھی نہ بن اسے بھی عذاب جان رضائے مولا کا طالب بن کیوں کہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ حرص و ہوس اور لالچ بے کار ہیں۔ اِنہیں ذلت سمجھ اور طمع نہ کر جس شخص نے قناعت کی عزت پائی' طمع کرنے والا ذلیل ہو۔

اے طالب! اپنے حبیب لبیب کا غم پیدا کر۔ راہِ خدا کا مرد راہ بن رات عبادت میں بسر کر حواس کو کھول' زیادہ اور کم نہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ کم ہنسیں اور بہت روئیں۔ صبح کے وقت دریا پر جا حضرت خضر علیہ اِلسلام سے محبت کر اور اسم مذکور کا ذکر کرتا کہ منزل مقصود پر پہنچے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہے۔

توبہ گناہ کو' چغلی عمل کو' جھوٹ رزق کو' صدقہ بلا کو' غم عمر کو' غصہ عقل کو' تکبر علم کو' نیکی بدی کو' پشیمانی سخاوت کو' ظلم عدل کو' یہ باتیں دوستوں کو بتاتا ہوں تا کہ عمل کریں اور میرے حق میں دُعائے خیر کریں۔ مجھے یاد رکھیں خدا کو پہچانیں اور غیر پر نگاہ نہ کریں۔ لازم ہے کہ تو خواہشات نفس کی طرف میل نہ رکھے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کرے۔ تنہائی اِختیار کرے اور جو نذر نذرانہ ملے درویشوں میں تقسیم کر دے اور

Marfat.com

اپنے پاس کچھ نہ رکھے خدا کے سوا کسی سے لو نہ لگائے کبھی قبر پر گزر ہو تو پڑھ کر اسے بخشے تا کہ وہ بھی تیرے حق میں دُعا کرے اگر مجبور کو تسلّی بھی کسی کے تیرے ذمے ہے تو اسے ادا کر دے اپنے پاس کچھ نہ رکھ شرک نہ کر جب تک جان میں جان ہے اسے وحدہ لاشریک خیال کر۔

ازدواجی زِندگی

شادِی کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اس لیے ہر باشرع بزرگ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِتباع میں نکاح کیا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق شادی کی مگر اللہ تعالیٰ نے زیادہ عرصہ اس میں مشغول نہ رہنے دیا۔ کشف المحجوب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی ہجویری نے دو نکاح کیے۔ پہلی شادی ابتدائے جوانی میں ہوئی مگر وہ عفیفہ جلد ہی وفات پا گئیں۔ پہلی بیوی کے اِنتقال کے بعد تجرد اِختیار کر لیا۔ یہ سلسلہ تقریباً گیارہ سال تک قائم رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے نکاح کا موقع خود بخود فراہم ہو گیا جس کے بارے میں آپ اس طرح فرماتے ہیں:

> ''میں کہ علی بن عثمان جلابی ہوں۔ خداوند کریم نے مجھے گیارہ برس تک نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا مگر تقدیر نے آخر مجھے نکاح میں گرفتار کر دیا اور اِرادہ خواہش کے بغیر اس فتنے میں پھنس گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ میں ایک پری صفت کا دن دیکھے عاشق وشیفتہ ہو گیا۔ ایک سال اسی پریشانی اور اِضطراب میں مبتلا رہا۔ چنانچہ نزدیک تھا کہ میرا دِین و اِیمان تباہ ہو جائے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کمال لطف و کرم سے عصمت و عفت کو میرے قلب کے اِستقبال کے لیے بھیجا اور اپنی رحمت و اعانت سے مجھے اس عظیم فتنہ سے نجات دی''۔

Marfat.com

اس عبارت سے یہ بات اخذ نہیں ہوتی کہ آپ کی پہلی شادی کب ہوئی اور کہاں ہوئی مگر دوسری شادی کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ بالا عبارت میں جو یہ بات لکھی ہے کہ گیارہ سال سے خدا تعالیٰ نے نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا' مقدر نے آخر اس میں پھنسا دیا اور میں عیال کی محبت میں دل و جان سے بن دیکھے ہی گرفتار ہو گیا'۔ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ بچپن ہی میں مناکحت کی زنجیروں میں جکڑ دیے گئے تھے اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد گیارہ سال تک دوسرا نکاح نہیں کیا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی پہلی شادی بھی والدین کی موجودگی ہی میں ہوئی تھی' اور دوسری شادی بھی ان کی موجودگی بلکہ یقیناً انہی کے اصرار سے ہوئی ہوگی کیونکہ حضرت نے کشف المحجوب اور کشف الاسرار میں عورتوں سے خدا کی پناہ طلب کی ہے۔ اور ان کی ذات کو فتنہ فساد کا مخزن قرار دیا ہے بلکہ آپ نے بھی اپنی دونوں متذکرہ بالا کتابوں میں حالتِ تجرید ہی کو پسند کیا ہے۔ نکاح ثانی کے بعد آپ کے یہ الفاظ کہ خدا تعالیٰ نے اس آفت سے بچایا ہوا ہے۔ اب مقدر نے پھر اس میں پھنسا دیا۔ آپ کی دِلی ناپسندیدگی کا روشن عکس ہے مگر والدین کے ادب و احترام کی وجہ سے علانیہ انکار نہیں کر سکتے تھے۔

آپ کی دوسری بیوی بھی صرف ایک سال زندہ رہیں اور آپ جلد ہی اس بار سے سبکدوش ہو گئے۔ اِن دونوں میں سے کسی نہ کسی بیوی کے بطن سے اولاد بھی پیدا ہوئی کیونکہ آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے یہاں فرزند تولد ہوا جس کا نام آپ نے حسن رکھا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ بیٹا صغرسنی میں فوت ہو گیا تھا۔

حنفی مسلک

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی مسلک کے پیروکار

Marfat.com

تھے۔ اسلامی شریعت کے ترجمان مختلف مسالک فقہ ہیں۔ فقہ کے ان مسالک میں فقہ حنفی کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ بیشتر اولیاء اور صوفیاء کا تعلق حنفی مشرب ہی سے ہے۔ کیونکہ فقہ کا یہ مسلک بڑا مقبول ہے۔ کشف المحجوب کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت سیّد علی ہجویری مسلک اہلسنت و الجماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اس مسلک کے ترجمان حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور آپ کو ان کی ذاتِ گرامی سے بڑی عقیدت تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر ان کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ کیا ہے۔ آپ نے ان کی شان میں فرمایا ہے کہ اماموں کے امام اہلسنت و الجماعت کے مقتداء' فقہا کے سرتاج' علماء کا طرۂ امتیاز حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں مجاہدات اور عبادات میں آپ بڑے صاحب استقامت تھے اور طریقت کے اصولوں میں بڑی بلند شان کے مالک تھے۔

Marfat.com

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیفات

سیر و سیاحت گری نے آپ میں لکھنے کا شوق پیدا کر دیا۔ جب خوب سیر و سیاحت کر لی تو تصنیف و تالیف کی طرح مائل ہوئے اور اپنے سفری تجربات اور زندگی کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھایا اور ایسے ایسے نکات پیدا کیے جو شرح و تحقیق کے کلمات ثابت ہوئے۔ آپ کی سب سے پہلی تصنیف جو آپ نے بارہ سال کی عمر میں لکھی تھی۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تصنیفات جن کا ذکر آپ کی کتاب کشف المحجوب میں ہے یہ ہیں:

۱- کشف المحجوب

۲- کشف الاسرار کا ذکر کشف المحجوب میں قطعاً نہ ہے

۳- منہاج الدین

۴- دیوان علی ہجویری

۵- الرعیۃ الحقوق اللہ (الرعایت بحقوق اللہ)

۶- کتاب الفنا و بقا

۷- اسرار الخرق والموئنات

۸- نحو القلوب

۹- کتاب البیان لاہل العیان

۱۰- شرح کلام منصور

۱۱- دیوان شعر

Marfat.com

اس وقت کشف المحجوب کے سوا آپ کی کوئی تصنیف محفوظ نہیں ہے۔ تمام کتابیں ضائع ہو چکی ہیں اور کشف المحجوب بھی کہا جاتا ہے کہ روسی مفکر ژوفسکی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ تاہم ان کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ کشف المحجوب

یہ تصوف کے موضوع پر آپ کی ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے جو ہر دور میں مقبولِ عام ہے۔ آپ کی تمام تصانیف میں سے یہی ایک تصنیف ایسی ہے جو ضخیم ہے اور عام ملتی ہے۔ کشف المحجوب میں تصوف و معرفت کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نظر انداز کیا گیا ہو۔ یہ کتاب راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے ایک چراغِ ہدایت ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے مگر اب اس کے اُردو اور دُنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم چھپ چکے ہیں۔ اس کتاب کو آپ نے اپنے وطن میں لکھنا شروع کیا۔ لیکن جب آپ لاہور آئے تو اسے ساتھ لے آئے اور لاہور میں اس کی تکمیل کی اور زیادہ حصہ لاہور میں تصنیف شدہ ہے۔ کیونکہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آپ کے ساتھ آئے تھے کے کہنے پر لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب تصوف کے موضوع پر ایک نادر خزانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بظاہر یہ کتاب تصوف سے تعلق رکھتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اِسلام کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے بارے میں اس کتاب میں وضاحت نہ کی گئی ہو۔

۲۔ کشف الاسرار

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن اس میں تصوف و معرفت کے رموز بہت اختصار اور جامعیت سے پیش کیے گئے ہیں یہ کتاب بھی لاہور میں لکھی گئی اس کتاب کا اُردو ترجمہ مولوی فیروزالدین نے بہت جانفشانی سے کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہے' کہ یہ داتا صاحب کی

Marfat.com

تصنیف نہیں ہے اور کچھ کی رائے میں ان کی تصنیف ہے۔ (واللہ اعلم الصواب)

۳-منہاج الدین

یہ کتاب علم تصوف سے تعلق رکھتی تھی اور غزنی کے دورانِ قیام میں لکھی گئی تھی۔ مگر افسوس کے آپ کے ہم جلیسوں میں سے ایک شخص نے اسے اڑا لیا اور اس پر سے آپ کا نام کاٹ کر اپنا لکھ دیا۔ یہ شخص ''منہاج الدین'' کے مضامین لوگوں میں سناتا اور ان سے کہتا کہ یہ میری تصنیف ہے۔ ناواقف لوگ اسے اس کی کاوش سمجھ کر داد دیتے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اصل حقیقت سے واقف تھے وہ اس کے اس دعوے پر دِل ہی دِل میں ہنستے تھے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کتاب کی چوری کا بڑا قلق ہوا اور آپ نے بڑے دُکھے ہوئے دِل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کا نام روشن نہ کرے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ یہ کتاب طریقِ تصوف کے بیان میں تھی۔ اس میں اصحابِ صفہ کے مناقب تھے۔ اس کے علاوہ کتاب میں حضرت حسین بن منصور حلاج کے احوال کی ابتداء اور اِنتہا کو بیان کیا گیا تھا۔

۴-دِیوان علی ہجویری

اِس کتاب کے بارے میں آپ خود ہی لکھتے ہیں کہ ''ایک شخص نے پڑھنے کے لیے یہ دیوان مجھ سے لیا' میرے پاس اس کا ایک نسخہ تھا۔ وہ میں نے دے دیا اس غارتگر نے دیوان میں جہاں میرا نام آتا تھا۔ اپنا نام لکھ دیا اور میری ساری محنت اکارت ہوگئی۔ یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف تھی۔ آپ نے اس کی چوری کے بارے میں کہا: ''اچھا خدا اس پر رحم کرے''۔ یہ آپ کی شاعری کی کتاب تھی۔

۵-الرعایت بحقوق اللہ

آپ نے یہ کتاب مسئلہ توحید کے بارے میں تصنیف کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام وہ حقوق بیان کیے ہیں جو بندوں پر عائد ہوتے ہیں۔ اس میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی وحدانیت پر بھی بڑا زور دیا گیا ہے اور دلائل توحید پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں کو معبود مانتے ہیں ان کا قوی قرآنی دلائل اور براہین سے رد کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بھی نایاب ہے۔ آپ نے کشف المحجوب میں اس کا ذکر یوں کیا ہے کہ ''الرعایت بحقوق اللہ'' کے نام سے میں ایک کتاب تصنیف کر چکا ہوں۔ لہٰذا توحید کی وضاحت کے لیے ہر طالب کو چاہیے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔

۶- کتاب فنا و بقا

یہ کتاب مسئلہ فنا و بقا کے بارے میں ہے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ کتاب ''فنا و بقا'' میں نے اس دور میں لکھی جب کہ میرا علم ناپختہ تھا اور عقل پر بچپن کے اثرات تھے۔ بہر کیف یہ کتاب بھی ناپید ہے۔

۷- سرار الخرق والمؤنات

اس کتاب کا موضوع درویش کا ظاہر اور باطن ہے اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر ایک درویش میں کن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے اور اس کتاب میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ باطن کی پاکیزگی برقرار رکھنے سے معرفت جلد حاصل ہو جاتی ہے اور حصول روحانیت کے لیے' حفاظت نفس' محبت اور پاکیزگی لازمی ہے۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ کتاب میں نے مریدوں اور شیخ کے بارے میں لکھی تھی۔ اور مریدوں کو اپنی اصلاح کے لیے اس کتاب کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مرو میں رہ گیا۔ اس لیے یہ کتاب بھی ناپید ہے۔

۸- نحو القلوب

جمع و تفرقہ کے موضوعات میں ایک بہت اہم موضوع ہے۔ جمع کیا ہے؟ وہ جو

Marfat.com

اپنے اوصاف کے ساتھ جمع ہو۔ تفرقہ وہ ہے جو اپنے افعال سے جدا ہو۔ اس چیز کی وضاحت کے لیے آپ نے کتاب نحو القلوب لکھی جس میں وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کو بیان کیا ہے۔ تاکہ اہلِ تصوف کو یہ مسئلہ سمجھنے مشکل درپیش نہ ہو۔

۹۔ البیان لاہل العیان

اس کتاب کا ذکر آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اس طرح کیا ہے کہ ابتدائی زمانے میں میں نے ایک کتاب ''البیان لاہل العیان'' کے نام سے لکھی تھی۔ اس کتاب میں دُنیا کی ناپائیداری پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ یعنی اس کتاب میں یہ بتایا گیا تھا کہ جو طالب اپنے دِل کو اللہ تعالیٰ کی طرف لگاتے ہیں وہ دُنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس بات کی دلیل میں معراج کا واقعہ پیش کیا گیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون ومکان کی سیر کرائی گئی تو آپ نے مشاہدۂ حق کے سوا کسی کی طرف توجہ نہ دی۔ مگر آپ کی یہ کتاب بھی ناپید ہے۔

۱۰۔ شرح کلام

یہ کتاب حضرت حسین بن منصور حلاج کے کلام کی شرح پر لکھی گئی تھی جس میں منصور کے کلام کے باطنی نقاط پر روشنی ڈالی گئی لیکن یہ بھی ناپید ہے۔

۱۱۔ دیوانِ شعر

نوعمری میں ہی آپ کو تصنیف وتالیف کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ دیوانِ صوفیانہ اور عارفانہ کلام پر مبنی تھا اس کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے پڑھنے کے لیے لیا اور اس نے دیوان پر جہاں میرا نام تھا اپنا نام لکھ لیا اس طرح میری ساری محنت ضائع ہو گئی۔ کیونکہ میرے پاس ایک ہی نسخہ تھا جو میں نے اُسے دے دیا۔

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

کا وصال

فرمانِ خداوندی ہے کہ ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے کیونکہ دستورِ الٰہی نہیں بدلتا۔ ہر نبی اور ولی کو اس دارِ فانی سے کوچ کرنا پڑا۔ ایک مقولہ ہے کہ موت وہ پل ہے۔ جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا موقع ملتا ہے جب کہ کفار کے لیے موت جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بھی کچھ اس طرح سے ہے کہ ''تحفۃ المؤمن الموت'' یعنی موت مومن کے لیے تحفہ ہوتی ہے۔

آخر اللہ کے اس ولی کامل پر بھی وہ وقت آ گیا جب کہ روح اس جسد خاکی سے بے نیاز ہو کہ بارگاہِ ربّ العزت میں نیاز مند ہوگئی۔ جب آپ کا آخری وقت آیا تو آپ بیمار ہوئے اور چند روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا اپنے حجرے میں وصال ہو گیا۔

آپ کے وصال کے موقع پر شیخ احمد ہندی اور کچھ دوسرے عقیدت مند آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کی تجہیز و تکفین کی اور اس روز اس دھرتی کو آپ کے اسودۂ خاک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ فضلِ ربی سے انعام یافتہ اللہ کا ولی در پردہ ہو کر خلقِ خدا کو فیض رسانی پر مامور ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۶۵ سال کی عمر پال کر ۴۶۵ ہجری میں اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ آپ کی تاریخِ وصال ۹ محرم الحرام بیان کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محققین مورخین میں سالِ وفات میں کچھ اختلاف ہے۔ مولانا جامی نفحات الانس میں وہ ۴۶۵ ہجری لکھتے ہیں۔ مصنف تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ فرید الدین عطار ۴۶۴ ہجری، حضرت داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں ۴۶۶ ہجری اور رائے بہادر کھنیالال مصنف تاریخ لاہور (اردو) اور سید محمد لطیف مصنف تاریخ لاہور (انگریزی) اور مولوی سید احمد دہلوی صاحب فرہنگ آصفیہ ۴۶۵ ہجری لکھتے ہیں۔ میرے نزدیک آپ کا سالِ وصال ۴۶۵ ہجری ہے دوسری روایات سے یہ زیادہ قابلِ ترجیح ہے۔

مزار مبارک

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کے ۳۴ سال لاہور شہر میں گزارے اور اسی شہر میں ہی چند روز کی علالت کے بعد اس جہان فانی کو خیر باد کہا اور اپنی حجرے میں ہی جہاں ان کا قیام تھا انتقال فرمایا۔ اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو اسی مقام پر جہاں آپ نے وفات پائی تھی دفن کر دیا گیا۔ جہاں آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرتا ہے۔

مقبرہ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی جب غزنی سے لاہور آیا تو اس نے حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر مقبرہ کی تعمیر کروائی۔ سلطنت کے اندرونی خلفشار کی وجہ سے سلطان ابراہیم کو تقریباً حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے آٹھ سال بعد ہندوستان

Marfat.com

کی طرف توجہ کا موقع ملا اور جب لاہور پہنچا تو آپ کے مزار پر حاضری دی اور مقبرے کی تعمیر کا حکم دیا تصویر مزار تقریباً ڈیڑھ درعہ طول اور سات درعہ عرض ہے۔ ایک ہی سنگ مرمر کی سل سے تعمیر کیا گیا ہے' خدا جانے یہ تختہ سنگ مرمر جس سے یہ تعویز نکالا گیا ہے کس قدر بڑا ہوگا ارد گرد جو دو چھوٹی قبریں ہیں وہ شیخ احمد حماد سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیں۔

اگرچہ اب مزار کا احاطہ کچھ بہت بڑا نظر نہیں آتا' لیکن یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جو مزار بادشاہ کے حکم سے بنایا جائے اس کی وسعت کہاں تک نہ ہوگی اب بھی آثار و شواہد یہ بتاتے ہیں کہ مزار میں بہت سی زمین شامل تھی' لیکن کچھ ناجائز قابضین کے ہاتھوں کم ہوگئی۔

مقبرہ عالیہ پر ہر وقت ایک غلاف پڑا رہتا ہے' تعویز کے گرد ایک چوبی پنجرہ ہشت پہلو بنا ہوا ہے' جس کی میاں عوض خاں فیلبان راجہ رنجیت سنگھ نے ۱۲۴۰ ہجری ۱۸۲۴ء میں تعمیر کروایا تھا۔ پہلے اس مزار پہ گنبد نہیں تھا' چنانچہ ۱۲۷۸ ہجری بمطابق ۱۸۶۱ء میں حاجی احمد سادھو کشمیری نے ایک نہایت خوب صورت گنبد بنوایا اور روضے کے گرد جو ہشت پہلو آئینے لگے ہوئے ہیں ان کو خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں لگوائے تھے' اس کے بعد مزار کی مرمت محمد گنائی کشمیری رئیس امرت سر نے کرائی۔ چبوترے کے گرد چاندی کا کٹہرا ہے یہ کٹہرا نواب غلام محبوب سبحانی کا بنوایا ہوا ہے۔ بلور کا ایک فانوس بھی روضہ اقدس کے تعویز سے کچھ اوپر لٹک رہا ہے۔ جو خان بہادر شیخ نصیرالدین المتوفی ۱۹۲۰ء کا نذرانہ ہے۔

روضے کا گنبد بہت پہلو بیضوی شکل کا ہے اندر کا فرش سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ چھت کے اوپر قیمتی مخمل سے چھت گری کی گئی ہے' جس پر بہت خوبصورت کا۔

Marfat.com

چوبی کا کام کیا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں ماسٹر فیروز دین قلم کار نے پیتل پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کا نقشہ کھود کر بنایا اور اس پر گل کاری کی۔ ۱۸۲۳ میں راجہ رنجیت سنگھ نے روضہ اقدس کی مرمت کروائی تھی اور نئی چھت ڈلوائی تھی' مزار مبارک کی سفیدی اور مرمت موراں طوائف' مہرنشان طوائف اورنواب شیخ امام دین صوبہ دار کشمیر نے کثیر رقم سے کروائی تھی۔

۱۹۴۳ میں مولوی فیروز الدین مالک فیروز پرنٹنگ پریس لاہور نے روضہ مبارک کی کھڑکیاں نکلوا کر اس میں سنگ مرمر کی خوب صورت جالیاں لگوا دی ہیں۔ جو سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ مولو صاحب نے گنبد پر بھی بیش قیمت اور چمک دار چینی کی ٹائلیں لگوائی ہیں۔ جس سے گنبد کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا ہے' مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ اس پر ان کا تقریباً سات ہزار روپیہ خرچ آیا تھا۔ مرقد کی چوکھٹ میاں عبدالمنان اور میاں غلام جیلانی تاجران لاہور نے بنوائی۔ روضہ مبارک سنہری چمکتا ہوا عکس مستری امیر مرحوم نے ایک ہزار روپیہ کا سونا لگوا کر بنوایا تھا' موجودہ غلام گردش امیر النساء اہلیہ میاں شاہ نواز نے سنگِ مرمر کی تعمیر کروائی تھی۔

روحانی منظر

میں نے اپنی قلمی کیفیات کا یوں اظہار کیا ہے کہ ایک روز میں پیر ہجویر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستان پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے حضرت سے کہا کہ سرکار ولی تو اور بھی ہیں جو اس خطہ پاک میں آسودۂ خاک ہیں لیکن جو شانِ روحانیت کا منظر آپ کے در پر پاتا ہوں وہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔ تیرے آستان پر عرش تا مرقد بارش نور ہی نور ہے جس سے کیفیت میں ایسا سرور ہے کہ آنے والے کو سکون ملتا ہے۔ تیرا مرقد مرکز تجلیات ہے۔ اہلِ دُنیا تو صرف تیرا سنگِ آستان دیکھ پاتا ہے۔ تیرے

Marfat.com

روضے کی جالیوں سے لپٹ کر تسکین پاتا ہے۔ تیرے مرقد کے خوبصورت گنبد اور درودیوار نظر کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس اہلِ نظر جو نگاہِ باطن سے تیرے مقام اور تیری شان کو دیکھتا ہے تو اللہ اللہ پکار اُٹھتا ہے۔ تیرے آستان پر مخلوقِ خدا کا دِن رات تانتا بندھا رہتا ہے کوئی طلب سکون کی خاطر آرہا ہے کوئی روحانیت سے مسرور ہو کر جارہا ہے کوئی کاسۂ گدائی لیے تیرے در پر ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے۔ طالبانِ حق و صداقت تیرے آستان پر یادِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کوئی گڑگڑا کر دُعا مانگ رہا ہے کوئی عجز و نیاز کا پیکر بنے بیٹھا ہے۔ اہلِ فقر بھی جذب و مستی کے عالم میں عشقِ حقیقی میں کھوئے ہوئے ہیں۔ کہیں گناہ گار تیرے توسل سے بارگاہِ ربّ العزت میں اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

بادشاہوں نے تیرے در پر عقیدت کے پھول نچھاور کیے اور خدا جانے تا قیامت کرتے رہیں گے۔ بے شمار ولی آستان پر حقیقت کا جلوہ پانے آئے اور جامِ روحانیت بھر کر چل دیے۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرے آستان پر معتکف رہے آخر گنج بخشی کے راز کو مظہر نورِ خدا کہہ کر چل دیے۔ آخر یہ تو بتا کہ تیرا اتنا بلند مقام کیسے ہوا۔ ولی تو اور بھی ہوئے لیکن جو مقام تجھے ملا وہ پاک و ہند میں کسی اور کو نہیں ملا۔ جوں جوں وقت گزر رہا ہے تیرا نام اور دوبالا ہو رہا ہے۔ آخر یہ راز کی بات کیا ہے؟

مرقد پیر ہجویر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آئی صدا' نادان سوچتا کیا ہے یہ تو خالق کائنات کا کرم ہے جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہوا۔ اللہ کے محبوب کی نگاہِ کرم نے ہمیں بھی محبوب کر دیا۔ یہ تو اس حبِ الٰہی کا بدلہ ہے جو ہمیں قریہ قریہ لیے پھری۔ یہ اس اتباعِ شریعت کا نتیجہ ہے جس نے مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

Marfat.com

سچا خادم کر دیا۔ یہ تو صحبتِ مرشد کا فیض ہے جس نے صاحب فیض کر دیا۔ یہ تو میرے اللہ نے کفر زار لاہور میں شمعِ توحید روشن کرنے کا اعزاز دیا ہے کہ آج زبان خلق پر علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہے۔ اگر تو بھی خدا سے کچھ چاہتا ہے تو عشق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوب جا۔ اتباعِ شریعت میں نام پیدا کر اور یادِ الٰہی میں کھو جا۔ (تذکرۂ اولیائے لاہور)

Marfat.com

مزارِ اقدس پر اولیائے عظام اور بادشاہوں کی حاضری

اللہ کے خاص بندے جہاں آسودہ خاک ہوتے ہیں وہاں سے کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں مخلوق اس چشمہ رحمت سے اپنی روحانی پیاس بجھاتی ہے۔ خدا کی رحمت کا نزول اور فیض کا دریا دن رات وہاں رواں رہتا ہے۔ اور یہاں عوام بھی آتے ہیں خواص بھی' غریب بھی امیر بھی' محتاج بھی بادشاہ بھی' اور فقیر بھی۔ جو سکون قلب کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی فقر و تصوف کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے ولیوں کے مزاروں پر بیٹھ کر چلہ کشی کرتے ہیں' بے شمار ایسے ولی جن کا تعلق دہلی' پنجاب' آگرہ اور راجپوتانہ کے علاقوں سے تھا۔ آپ کے مزارِ اقدس پر چلہ کشی کی اور روحانی فیض حاصل کیا' اور اسلام کو پھیلایا۔ جن اکابرین نے آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری دے کر فیض و برکت حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر' حضرت شیخ بہلول دریائی قادری' حضرت مادھو لال حسین' حضرت شیخ حسن علائی سہروردی حسو تیلی' حضرت شیخ مجدد الف ثانی' حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' اس کے علاوہ جن بادشاہوں کو آپ کے مزارِ

Marfat.com

اقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ان میں شہزادہ داراشکوہ، ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی، سلطان الدولہ بن ارسلان شاہ غزنوی، سلطان معزالدولہ غزنوی بن بہرام شاہ، سلطان خسرو شاہ غزنوی، سلطان خسرو ملک، سلطان محمود غوری، سلطان قطب الدین ایبک، سلطان شمس الدین التمش، سلطان غیاث الدین بلبن، شہنشاہ جلال دین اکبر، نورالدین جہانگیر، شہاب الدین شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر، نواب عبدالصمد خان، دلیر جنگ، عزالدولہ خان بہادر، نوب زکریا خان، نواب یحییٰ خان، نواب معین الملک اور بھی بہت سی نامور شخصیات کو دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ اب ان شخصیات میں سے چند نامور ہستیوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب لاہور تشریف لائے، تو آپ نے داتا صاحب کے مزار پر چالیس دِن چلہ کشی کی۔ جب آپ لاہور پہنچے تو اس وقت خاندان غزنوی غزنی شہر سے لاہور منتقل ہو چکا تھا اور یہ خاندان زوال پذیر تھا شہاب الدین غوری پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد اجمیر پر قبضے کی کوشش کر چکا تھا اور اگرچہ اجمیر پر قبضہ کرنے میں وہ بارہا ناکام بھی ہوا، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور جب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کئی سالوں کی مسافت طے کرنے کے بعد اجمیر پہنچے تو شہاب الدین غوری نے اجمیر پر قبضہ کر لیا۔ کتابوں کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معین الدین چشتی ایک مدت تک آپ کے مزار پر معتکف رہے۔ وہ حجرہ جہاں آپ کا قیام تھا، حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پائنتی کی طرف آج بھی موجود ہے۔ لاہور میں آپ کے قیام کی مدت کا تعین نہیں کیا جا سکتا، قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کئی سالوں تک یہیں قیام پذیر رہے۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی ان اولیائے عظام میں ہوتا ہے جنہیں حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک اقامت گزین ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے آستانہ عالیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ مختلف روایتوں کے حوالے سے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس زمانے میں زُہد و ریاضت کے منازل طے کر رہے تھے' اِنہی دِنوں لاہور تشریف لائے' ان بزرگ کا اصل نام خواجہ مسعود اجودھنی ہے اجودھن پاک پتن کا پرانا نام ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے دادا پیر تھے۔ یعنی آپ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ جنہیں حضرت معین الدین کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت باب فرید الدین گنج شکر نے حضرت داتا صاحب کی پائنتی کی طرف کچھ فاصلے کی وجہ سے اس کا نام فرید آستانہ مشہور ہوگیا۔ اس کے بعد اس جگہ کو "فریدانہ" کہنے لگے اور ہوتے ہوئے پھیلدانہ کہنے لگے یہ جگہ بہت مقدس ہے۔ کسی زمانے میں یہاں قبریں ہی قبریں تھیں' لیکن اب قبروں کی صفائی کر دی گئی ہے۔ صرف عبادت گاہ کا مکان محفوظ ہے' آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ از راہ عقیدت و محبت جب بھی مرقد مبارک پر حاضر ہوئے تو گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے حاضر ہوتے۔ آپ کے آباؤ و اجداد بھی افغانستان سے ہندوستان آ کر آباد ہوئے تھے اور لاہور میں اقامت اِختیار کی' آپ کے دادا قاضی شعیب اور والد قاضی جمال الدین سلیمانی لاہور میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔

آپ کا اصل نام فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے' کہا جاتا ہے کہ بچپن میں آپ کی والدہ آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہتیں اور کہتی تھیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ان کے مصلے کے نیچے سے شکر کی پڑیا انہیں انعام کے طور پر ملتی ہے۔ آپ جب نماز پڑھتے تو نماز پڑھنے سے پہلے ان کی والدہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتیں اور جب آپ نماز پڑھتے تو نماز پڑھنے کے بعد شکر کی پڑیا وہاں سے لے لیتے ایک دِن آپ کی والدہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں جب بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے نماز پڑھی؟ آپ نے جواب دیا نماز بھی پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی' یہ سن کر آپ کی والدہ بہت حیران ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ غیب سے مدد ملی ہے' چنانچہ اُس دِن سے وہ آپ کو گنج شکر کہہ کر پکارنے لگیں اور اور آپ اس لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ نے عبادت و ریاضت میں ایسے ایسے مجاہدے کیے' جن کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ دِن بھر مراقبہ میں رہتے اور رات بھی غیر آباد کنویں میں الٹا لٹک کر عبادت کرتے کہا جاتا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق موذن آپ کو رسی سے باندھ کر کنویں میں الٹا لٹکا دیتا اور اس کا دوسرا سرا درخت سے باندھ دیتا۔

کثرت ریاضت اور چلہ کشی کرنے کے بعد آپ کو بلند مرتبہ ملا' تو آپ پاک پتن میں قیام پذیر ہو گئے اور زِندگی کا بقیہ حصہ وہیں بسر کیا۔ وصال کے بعد آپ کو پاکپتن میں ہی دفن کیا گیا اور آپ کے مزار پر ہزاروں لوگ عقیدت اور محبت کے پھول ہر روز نچھاور کرتے ہیں۔

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ

شہنشاہ اکبر جہانگیر کے زمانے میں یہ نامور درویش بھی داتا صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے' حضرت مادھو لال حسین کو حضرت داتا گنج بخش سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ اور اپنے عقیدت مندوں میں آپ کی کرامات کا تذکرہ کیا کرتے تھے آپ ایک عارف حق صوفی شاعر تھے۔ آپ کا مزار باغبانپورہ کے قریب ہے۔ جہاں ہر سال مارچ کے مہینے میں آپ کا عرس نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا

Marfat.com

ہے۔آپ کا عارفانہ کلام عوام میں بے حد مقبول ہے۔

حضرت شیخ بہلول دریائی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ لطیف بری امام (نور پور شاہاں راولپنڈی) کے خلیفہ تھے۔ جب آپ لاہور سے روانہ ہوئے تو اپنے مرید حضرت لال حسین قادری کو حضرت داتا گنج بخش کے سپرد کر گئے تھے۔

حضرت شیخ حسن علائی سہروری حسوتیلی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسوتیلی کا زمانہ تھا اور حضرت مادھو لال حسین عالم شباب میں تھے۔ شیخ حسوتیلی چوک جھنڈا اندرون لوہاری دروازہ کی ایک دوکان میں مقیم تھے۔ حضرت لال حسین اسی راستے سے اپنے مریدوں کے ہمراہ داتا دربار جایا کرتے تھے اور جب وہ شیخ حسوتیلی کی دُکان پر پہنچے تو وجد میں آ کر خوب اچھل کود کرتے اور عارفانہ کلام سے لوگوں کو مسحور کرتے۔ آپ کو اس عالم میں دیکھنے کے لیے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا اور آخر اسی طرح جلوس کی صورت میں مزار داتا گنج بخش جاتے' اور یہ منظر دیکھ کر شیخ حسوتیلی اپنی دُکان چھوڑ کر جلوس میں شامل ہو جاتے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کئی بار لاہور تشریف لائے' آپ نے حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض و برکات کی وجہ سے لاہور کو "قطبِ اِرشاد" کا درجہ دیا۔ آپ کا یہ خراجِ تحسین حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے ہے۔

شہزادہ داراشکوہ

شاہ جہاں کا سب بڑا شہزادہ داراشکوہ ایک صوفی منش شہزادہ تھا۔ اس کی

Marfat.com

تصوف کے موضوع پر بہت سی کتابیں ملتی ہیں۔ تصوف کی ایک کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں وہ لکھتا ہے کہ چالیس روز متواتر یا چالیس جمعرات تک اگر کوئی شخص حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دے اور خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی حاجت بیان کرے اور آپ کی روح سے مدد چاہے تو انشاء اللہ وہ اپنے دِل کی مراد حاصل کرلے گا۔ اپنے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ چالیس روز متواتر حضرت کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوتا رہا اور جو میرے دِل کا مقصد تھا وہ جنابِ الٰہی نے بہ طفیل حضرت پیر علی مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پورا کردیا۔

ظہیرالدولہ ابراہیم غزنوی

سب سے پہلا بادشاہ جس نے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ وہ ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی افغانستان اور پنجاب کا حکمران تھا۔ اس وقت حضرت کی وفات کو صرف آٹھ سال گزرے تھے۔ اسی بادشاہ نے اپنے عہدِ حکومت میں مقبرہ کی تعمیر کرائی ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا علاؤ الدولہ مسعود تخت نشین ہوا۔ وہ خود ہندوستان نہیں آیا' لیکن اس کے امیر اور سپہ سالار امیر عضو الدولہ اور طغاتگین جو یکے بعد دیگر سپہ سالار نامزد ہوئے' لاہور آئے اور آپ کے مزار پر حاضری دیتے رہے۔ علاؤ الدولہ مسعود کے بعد اُس کا بیٹا سلطان الدولہ ارسلان تختِ شاہی پر متمکن ہوا۔ وہ ۵۱۰ ہجری میں سلطان سنجر سے شکست کھانے کے بعد ہندوستان چلا آیا تھا اور چونکہ اس زمانے میں لاہور ہی دارالخلافہ تھا اس لیے ارسلان شاہ بھی یقیناً لاہور آیا ہوگا اور یہ ممکن نہیں کہ وہ غزنوی ہو کہ مزار داتا پر حاضر نہ ہوا ہو۔ ارسلان شاہ کے بعد اس کا بیٹا سلطان معزالدولہ بہرام شاہ بن مسعود تخت پر بیٹھا تو اپنے باغی سپہ سالار محمد باہیم جس نے شاہ ارسلان کے خلاف بغاوت بلند کیا تھا شکست دیتا ہوا لاہور پہنچا۔ اس کو قید کیا اور مزار پر حاضری دی۔ اسی بادشاہ

Marfat.com

کے زمانے میں غزنوی سلطنت کو زوال ہوا اور غوری خاندان نے عروج حاصل کرنے کے بعد تاج وتخت پر قبضہ کر لیا اور حکمران بھی مزار پر آتے رہے۔ اس کے بعد جتنے بادشاہ لاہور آئے' اِنہیں مزار پر آنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی سکھ ہونے کے باوجود عقیدت اور محبت رکھتا تھا اور مزار کا بہت ادب احترام کرتا' نذرانے کے روپے بھیجتا اور کبھی کبھار خود بھی حاضر ہوتا تھا۔

بادشاہوں اور شہنشاہوں کے علاوہ لاہور کے مقامی حکام' صوبے دار' نواب' ناظم سب کو اس آستانہ عالیہ سے محبت اور عقیدت تھی' ہے اور رہے گی۔

سماع اور حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

سماع کے بارے میں علماء اور صوفیاء میں اِختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں مختلف صوفیاء کے اقوال نقل کیے ہیں' لیکن سب سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر کوئی اس کا اہل نہیں۔ اس کا ظاہر فتنہ ہے اور باطن عبرت۔ حلال کے لیے حلال ہے' اور حرام کے لیے حرام یعنی اگر دِل میں حق کا خیال ہے تو سماع اس کو حق رسانی ہی کے لیے آمادہ کرے گا اور اگر وہ اس سے محض نفس کو ہی خوش رکھنا چاہتا ہے اور باطل طلب رکھتا ہے تو اس کی طبیعت میں فساد ہو گا اور وہ خطا کھائے گا۔

یہ بات سماع کی شرائط میں سے ہے کہ بغیر ضرورت سماع نہ کیا جائے اسے عادت نہ بنایا جائے' کبھی کبھار سننا چاہیے تا کہ اس کی عظمت دِل سے کم نہ ہو' سماع کے وقت مرشد' پیر' شیخ کا ہونا لازمی ہے۔ سماع کی محفل عوام سے خالی ہو قوال معزز ہوں' دِل و دُنیاوی مشاغل سے خالی اور طبیعت لہو ولعب سے پاک ہو' کسی معاملے تکلف نہ ہو' دِل میں جب تک سماع کا تقاضا نہ ہو ضروری نہیں کہ اس میں بلاوجہ مبالغہ کیا جائے' سماع کی قوت اور تقاضا پیدا ہو جائے تو اسے رد نہیں کرنا چاہیے' وقت

Marfat.com

کی پیروی کرنی چاہیے۔

سماع کی ابتداء حضرت داؤد علیہ السلام سے ہوئی ہے' لحن داؤدی کا خطاب آج بھی خوب صورت آواز کو دیا جاتا ہے' آپ کو خدا نے خوب صورت آواز سے نوازا تھا جس کو جنگل کے پرندے بھی سن کر جھوم اُٹھتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش کے پیر طریقت شیخ ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع کے قائل تو تھے مگر ان کا یہ کہنا تھا کہ یہ اِن لوگوں کا توشہ ہے جو ابھی درمیانی منزل میں ہوں' جو منزل پر پہنچے ہوئے ہوں ان کو سماع کی حاجت نہیں۔

حضرت داتا گنج بخش خود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی سماع کے قائل تھے اور سماع کیا کرتے تھے اور حالت وجد میں آ جاتے مگر وہ اس بات کو عام نہیں کرنا چاہتے تھے کیوں کہ ہر ایک کو وہ اس کا اہل نہیں سمجھتے تھے اس لیے کہ جب ایک بزرگ نے آپ کو آ کر بتایا کہ اس نے سماع کے مباح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے تو آپ نے فرمایا: بڑا ظلم کیا' اس سے دِین میں خرابی پیدا ہو گی' ایک کھیل کو جو گناہوں کا اصل ہے حلال کر دیا ہے' اس نے کہا: پھر آپ خود کیوں سماع کرتے ہیں' فرمایا سماع کے لیے طبیعتوں میں مختلف حکم ہیں' جیسے کے دِلوں میں ارادے مختلف ہیں اگر دِل میں حلال کی تاثیر ہے تماع حلال ہے' اور اگر حرام کی تاثیر ہے تو سماع حرام ہے' اگر مباح کی تاثیر ہے تو سماع مباح ہے۔ آپ سماع کے قائل تو تھے' لیکن جب کچھ لوگ سماع کے پردے میں عیش و عشرت کا سامان مہیا کرنے لگے اور اس طرح انہوں نے ایک آفت پیدا کر دی اور شریعت میں خلل اندازی ہونے لگی تو آپ نے اعلان فرما دیا۔

''میں عثمان بن جلابی کا بیٹا علی اس کو زیادہ دوست رکھتا ہوں جو سماع میں نہ پڑے' اور طبیعت کو پریشان نہ کرے' کیوں کہ (نادانوں اور ظاہر بینوں) کے لیے

Marfat.com

اس میں بڑے خطرے ہیں اور بڑی آفت یہ ہے کہ عورتیں کسی اونچے مقام سے سماع کی حالت میں درویشوں کو دیکھتی ہیں اور نوجوان اور نوخواستہ (بے ریش و بروت اور خام طبع لڑکے) ان مجلسوں میں شامل ہوتے ہیں جن سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس آفت سے چونکہ آپ سماع کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اور سماع کے قائل رہے تھے۔ (جو کچھ مجھ سے پر گزرا (آئندہ کے لیے) استغفار پڑھتا ہوں اور خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں کہ میرے ظاہر اور باطن کو آفتوں سے نگاہ رکھے"۔ (کشف المحجوب)

Marfat.com

حکایات

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

اللہ والے حق و صداقت کا آئینہ ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ کے لیے اہلِ دُنیا سے بہت زیادہ دکھ ملتے ہیں۔ اِن کی زِندگیاں تکلیف و راحت کے حسین تجربات کا نچوڑ ہیں مگر وہ رضائے الٰہی کی خاطر ہر قسم کا رنج و غم برداشت کرتے ہوئے رشد و ہدایت کے چراغ روشن کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی باتیں اور ان کے واقعات بڑے رِقت انگیز اور ایمان افروز ہوتے ہیں۔ ان میں کمال درجے کی کشش اور تاثیر ہوتی ہے اور انہیں پڑھنے سے درسِ عبرت ملتا ہے۔ دِل میں طلب حق کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ان کی روشنی سے روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اِنسان میں روشن ضمیری پیدا ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ اللہ والوں کو حکایات ظاہر و باطن درست کرنے کے لیے رہبر کامل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف موضوعات کے ضمن میں بہت سے حکایات بیان فرمائی ہیں جن سے سچائی کی شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ دِل نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور قلب و نظر کی اصلاح ہوتی ہے پڑھنے والا رقت اور گریہ زاری کے جذبات کا تاثر محسوس کرتا ہے اور روح تلاشِ حق کے لیے بیدار ہو جاتی ہے لہٰذا ان حکایات کا مطالعہ ہمارے لیے سامانِ آخرت ہے۔ اس کے پیشِ

Marfat.com

نظر میں نے ان کو یکجا کر کے قارئین کے پیش خدمت کر دیا ہے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔

حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی بردباری اور تحمل

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے کہ ایک دفعہ دیہات سے ایک اعرابی آیا اس وقت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے میں اپنے مکان کے دروازے کے قریب تشریف فرما تھے اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں بکنا شروع کر دیں۔ آپ اُٹھے اور فرمانے لگے اے اعرابی! اگر تو بھوکا ہے تو تیرے لیے کھانا منگوایا جائے اگر پیاسا ہے تو پانی پلایا جائے' بتاؤ تو سہی آخر تمہیں تکلیف کیا ہے؟ وہ کہنے لگا تم ایسے تمہارے والدین ایسے ویسے (بکواس کرنے لگا) حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غلام کو حکم دیا کہ اندر سے دینار کی تھیلی لاؤ۔ تھیلی لائی گئی تو اعرابی کے سپرد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا بھائی! مجھے معاف کرنا اس وقت اس کے علاوہ میرے گھر میں اور کچھ موجود نہیں ہے اگر کچھ ہوتا تو تم سے بچا کر نہ رکھتا۔ اعرابی نے یہ کیفیت دیکھی تو پکار اُٹھا' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند ہیں۔ میں آپ کے حلم وحوصلے کے اِمتحان کی خاطر یہاں آیا تھا۔ یہ صفت محققین مشائخ کی ہے کہ ان کے نزدیک مخلوق کی تعریف وتنقیص برابر ہوتی ہے اور بدکلامی کا اِن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دریا دِلی

میں نے حکایات میں پڑھا ہے کہ ایک دِن ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ! کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے! میں ایک درویش آدمی ہوں اور صاحب اولاد ہوں۔ مجھے آج کی

Marfat.com

رات کچھ کھانے کے لیے اپنی طرف سے عنایت فرمایئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ہمارا روزینہ ابھی راستے میں ہے ابھی آ جائے گا ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ لوگ آپ کے پاس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں لے کر آئے۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے معذرت چاہتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ تھوڑی سی رقم خرچ کیجئے پھر اس کے بعد اس سے بہتر اِمداد کی جائے گی۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس درویش کی طرف اِشارہ کیا اور وہ پانچ تھیلیاں سے عطا فرما دیں اور اس سے معذرت کی کہ تھوڑی سی دیر ہو گئی اور یہ بے قدر سا عطیہ ہے جو تجھ ملا اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ رقم اتنی تھوڑی ہے تو تمہیں انتظار کے لیے نہ کہتا ہمیں معذور سمجھنا کہ ہم اہل بلا ہیں۔ ہم دُنیا کی تمام راحتوں سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اپنی خواہشات کو کم کر کے دوسروں کو ضرورتوں کے لیے زندہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں' کہ مشائخ آپ کو اہلِ مشاہدہ کا سردار سمجھتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آپ سے روایات اور حکایات بہت تھوڑی تعداد میں مروی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دِین کے بارے میں شدت اور معاملات میں سختی کی وجہ سے مجاہدہ میں اوّل خیال کرتے ہیں۔ صحیح احادیث میں آیا ہے اور اہلِ علم کے ہاں یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت نماز پڑھتے تو قرآنِ مجید کی آیات آہستہ آہستہ پڑھتے' آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم

Marfat.com

آہستہ تلاوت کیوں کرتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ جسے میں پکار رہا ہوں وہ دور نہیں ہے اور اُس کے سامنے آہستہ یا بلند پڑھنا برابر ہے۔ یہی بات آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمائی' کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں رات کو آیات بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ اُنہوں نے جواب دیا "میں سونے والوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں"۔ یہ مجاہدے کی بات ہے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ مشاہدے کی طرف تھا اور مجاہدے کا مقام مشاہدے کے سامنے وہی ہے جو قطرے کا سمندر کے سامنے ہے' اِس لیے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے حصے میں ہو۔ جو شخص یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسلام کے لیے باعثِ عزت ہے' اگر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہے تو باقی دُنیا کس شمار میں ہے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا واقعہ

آپ نے کشف المحجوب میں ایک مقام پر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک حکایت یوں بیان کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کو آیا۔ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ جب حجر اسود پر بوسہ دینے کا اِرادہ کیا تو خلقت کے ہجوم کی وجہ سے اسے راستہ نہ ملا۔ وہ منبر پر چڑھا اور خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ اسی وقت حضرت امام زین العابدین تشریف لائے۔ چہرہ ماہِ کامل کی طرح روشن' رُخسار دمکتے ہوئے اور لباس خوشبو سے معطر انہوں نے طواف کیا جب حجر اسود کے پاس آئے تو لوگ تعظیماً ایک طرف ہٹ گئے۔ اور سنگِ اسود کو آپ نے بوسہ دیا ہشام بن عبدالملک سے کسی نے کہا آپ امیر المومنین ہیں آپ کو

Marfat.com

حجر اسود تک باریابی نہ ہوئی۔ وہ جوانِ رعنا آیا تو سب لوگ ایک طرف ہٹ گئے اور سنگِ اسود اس کے لیے خالی کر دیا۔ ہشام نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا ہشام کا مطلب یہ تھا کہ اس کے لوگ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان کر ان کی طرف داری اختیار کر کے انہیں امیر بنانے کی کوشش نہ کریں۔

فرزدقؔ شاعر موجود تھا اس نے کہا میں جانتا ہوں۔ لوگوں نے کہا: تو بیان کرو وہ کون ہے اس کے چہرے سے کیا ہیبت ٹپک رہی ہے۔ فرزدقؔ نے کہا سو میں اس کی صفات اور اس کا نسب بیان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر فرزدقؔ نے ایک قصیدہ کے کچھ اشعار پڑھے۔ جس میں خاندانِ نبوت کی بہت تعریف کی گئی تھی۔

ہشام وہ اشعار سن کر بہت غصے میں آیا اور اس نے فرزدقؔ کو مدینہ اور مکہ کے درمیان عسفان کے مقام پر قید کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی تو اُنہوں نے بارہ ہزار درہم فرزدقؔ کو بھجوائے اور کہلایا بھیجا کہ ہم مجبور ہیں اس سے زیادہ ہمارے پاس نہیں۔ فرزدقؔ نے وہ روپیہ یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اے فرزندِ پیغمبر! میں تمام عمر مال و زر کے لیے بادشاہوں اور امیر لوگوں کے قصائد لکھتا رہا ہوں اور ان کی تعریف میں بولتا رہا ہوں۔ یہ اشعار میں نے اہل بیت کی تعریف میں ازراہ کفارہ کہے ہیں۔ جب یہ پیغام امام زین العابدین کو ملا تو انہوں نے رقم واپس بھجوا دی اور کہا:

> ''اے فرزدق! اگر تمہیں واقعی ہمارے ساتھ عقیدت ہے تو یہ خیال کرو کہ ہم جو کچھ دے چکے ہیں اسے واپس لے لیں؟ ہم اس کی ملکیت سے دستبردار ہو چکے ہیں''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ

آپ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں موجود تھے لیکن دو وجہ

Marfat.com

سے پیغمبر علیہ السلام کی زیارت سے محروم رہے۔ ایک غلبۂ حال اور دوسرے اپنی والدہ کے حقوق کے پیشِ نظر اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا تھا کہ قبیلہ قرن کا ایک اویس نامی آدمی ہے جو قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کی مقدار میری اُمت میں شفاعت کرے گا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرۂ انور حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کر کے فرمایا ہ تم دونوں اسے دیکھو گے وہ چھوٹے اور درمیانے قد کا' لمبے بالوں والا آدمی ہے اور اس کے دائیں پہلو پر ایک درہم کی مقدار سفید نشان ہے جو چنبل کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی اسی طرح کا سفید داغ ہے اور اس کو میری اُمت میں قبیلہ ربیعہ و مضر کی بھیڑوں کی مقدار شفاعت کا حق ملے گا۔ جب تم اسے دیکھو تے اسے میرا اسلام دینا اور کہنا کہ میری اُمت کے لیے دُعا کرے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے دوران فرمایا: "یَا اَہل نَجْد قُوْمُوا" (اے نجد! کے رہنے والو کھڑے ہو جاؤ) اہل نجد کھڑے ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! چنانچہ قرن کے رہنے والے کچھ لوگوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اویس قرنی رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! اویس نام کا ایک دیوانہ آدمی ہے جو نہ تو آبادی میں آتا ہے اور نہ کسی شخص کے پاس بیٹھتا ہے اور نہ ہی وہ چیز کھاتا ہے جو لوگ کھاتے ہیں اور غم و خوشی میں شریک نہیں ہوتا۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا

Marfat.com

ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ تو اپنے اونٹوں کے ساتھ جنگل میں ہے۔

دونوں بڑے بزرگ (حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما) اور اس کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اویس اس وقت نماز میں مشغول تھے جب وہ فارغ ہوئے تو اُنہیں نے سلام کیا۔ اور اپنے پہلو اور ہتھیلی کا نشان دکھایا تا کہ ان کو معلوم ہو جائے پھر ان سے انہوں نے دُعا کی وصیت کی۔ یہ حضرات تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہرے۔ تب حضرت اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ آپ حضرات نے تکلیف گوارا فرمائی۔ اب آپ واپس تشریف لے جایئے کہ قیامت نزدیک ہے ہمیں وہاں ایسی ملاقات نصیب ہو گی کہ اس سے کبھی محروم نہ ہوں گے کیونکہ اس وقت میں سفر قیامت کا سامان تیار کرنے میں مصروف ہوں۔

جب اہلِ قرن اور دونوں امراء رضی اللہ عنہما سے واپس لوٹے تو اُنہیں حضرت اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرتبے اور مقام کا اندازہ اور علم ہو چکا تھا لہٰذا آپ وہاں سے کوفہ چلے گئے۔

بس ایک دِن ہرم بن حیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو دیکھا اس کے بعد کسی نے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتنہ برپا ہوا تو آپ وہاں آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ جنگِ صفین کے روز شہادت پائی۔

سب سے بہتر حلال کا واقعہ

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر پوچھا کہ وہ کون سا

Marfat.com

حلال ہے جس میں حرام نہیں اور وہ کون سی حرام چیز ہے جس میں حلال نہیں' آپ نے فرمایا ذکر الٰہی ایسا حلال ہے جس میں کوئی حرام نہیں اور ذکر غیر اللہ ایسا ہے جس میں حلال نہیں کیونکہ ذکرِ الٰہی میں نجات اور ذکر غیر اللہ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے۔

اخلاصِ نیت کے اثر کا واقعہ

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ شام کی نماز کے وقت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی عبادت گاہ کے دروازے پر پہنچے تو حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت اقامت کہہ کر نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر آئے مگر نماز ان کی اقتداء میں نہ پڑھی۔ کیونکہ وہ قرآنِ مجید کے مخارج صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے تھے۔ رات کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذاتِ باری تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا یا اللہ! تیری رضا کس چیز میں ہے' فرمایا اگر تو حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھ لیتا اور اس کی نیت کی درستی تجھے اسکے الفاظ کی طرف نہ جانے دیتی تو میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔

سچ کی برکت کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجاج کے سپاہیوں سے بچ کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عبادت خانے میں پہنچے تو پیچھے وہ لوگ بھی پہنچ گئے پوچھنے لگے کہ آپ نے حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہیں دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پوچھا کہاں؟ فرمایا میرے حجرے میں موجود ہیں۔ وہ لوگ اندر آئے وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ وہ سمجھے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم سے مذاق کر رہے ہیں غصے ہو کر پوچھنے لگے سچ بتاؤ۔ انہوں نے قسم کھا کر

Marfat.com

کہاں میں سچ کہہ رہا ہوں کہ وہ میرے عبادت خانے میں ہیں۔ وہ دوسری بار تیسری بار اندر آئے مگر آپ کو نہ پا کر چل دیئے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر آئے اور فرمانے لگے حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! خدا نے تمہاری برکت سے مجھے ان ظالموں سے بچایا ہے مگر یہ بتاؤ تم نے ان سے یہ کیوں کہا کہ حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں موجود ہے؟ آپ نے فرمایا: حضور! یہ میری برکت نہ تھی کہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکے یہ سچ بولنے کی برکت تھی کہ ان کی نگاہ آپ پر نہ پڑی اگر جھوٹ بولتا تو خود بھی رُسوا ہوتا اور آپ کو بھی رُسوا کرتا۔ اسی قسم کی بیشمار کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔

حضرت مالک بن دِینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ کا واقعہ

کشف المحجوب میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہے کہ ان کی توبہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک رات وہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں عیش و طرب میں مشغول تھے۔ جب سو گئے تو ایک ساز سے آواز آئی۔ اے مالک! تجھے کیا ہو گیا توبہ نہیں کرتا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کچھ ترک کر دیا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور صدقِ دِل سے توبہ کی اللہ نے آپ کو بہت بلند عطا فرمایا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک موقع پر وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے ان پر موتی چرا لینے اِلزام تراشا گیا انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آناً فاناً ہزاروں مچھلیاں پانی کی سطح پر آ گئیں۔ ہر ایک کے منہ میں ایک موتی تھا۔ مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مچھلی کے منہ سے موتی کا دانہ لے کر چوری کا الزام تراشنے والے کو دے دیا اور خود کشتی سے نکل کر پانی کی سطح

Marfat.com

پر چلتے ہوئے کنارے پر پہنچ گئے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ کا واقعہ

حضرت بشر حافی طریقت کے اماموں میں سے تھے۔ آپ کے توبہ کرنے کا یہ سبب بنا کہ آپ ایک مرتبہ مستی کے عالم میں کہیں جارہے تھے۔ راستے میں ایک کاغذ کا پرزہ زمین پر پڑا نظر آیا۔ تعظیماً اسے اُٹھایا۔ کاغذ پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔ بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پرزہ کاغذ پر عطر لگایا اور کسی پاک جگہ پر رکھ دیا۔ اسی رات ہاتف غیب نے خواب میں کہا: ''خدا کے نام کو خوشبو لگانے والے خدا نے تیرے نام کو دُنیا و آخرت میں خوشبو دار کیا'' یہ خواب دیکھنے کے بعد بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توبہ کی اور زُہد اختیار کیا۔ مشاہدۂ حق نے غلبہ کیا تو ننگے پاؤں پھرنا شروع کر دیا لوگوں نے پوچھا تو جواب دیا زمین حق تعالیٰ کا فرش ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جب چلوں تو میرے پاؤں اور حق تعالیٰ کے فرش کے درمیان کوئی چیز حائل ہو۔ یہ اُن کی معاملت کا عجیب وغریب پہلو ہے ان کی نظر میں جوتا بھی اِک حجاب تھا۔

شرک کیا ہے؟

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ معظمہ گیا۔ وہاں مجھے صرف گھر نظر آیا میں نے سوچا میرا حج قبول نہیں ہے کیونکہ اس قسم کے پتھر تو میں نے پہلے بھی بہت دیکھے ہیں دوسری دفعہ گیا تو گھر کو بھی دیکھا اور گھر کے مالک کی بھی زیارت کی۔ میں نے کہا کہ اب بھی حقیقتِ توحید حاصل نہیں ہوئی۔ تیسری بار گیا تو گھر نظر آیا اور نہ کچھ ہر جگہ وہ ہی وہ نظر آیا اس وقت غیب سے آواز آئی کہ بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اگر خود کو نہ دیکھتے تو شرک میں مبتلا نہ ہوتے چاہے سارے جہان کو دیکھتے۔ لیکن اگر سارے جہان سے آنکھیں بند کر لی ہیں مگر

Marfat.com

اپنے آپ کو دیکھ رہے ہو تو یہ شرک ہے۔ میں نے اسی وقت توبہ کی اور اپنی خود بینی سے بھی معافی چاہی۔ آپ کا یہ واقعہ آپ کے باطنی حال کی بلندی کا مظہر اور اربابِ باطن کے لیے بہترین نکتہ ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء میں بلخ کے حاکم تھے۔ مشیتِ ایزدی نے چاہا کہ آپ کو پوری رُوحانی دُنیا کا بادشاہ بنایا جائے۔ چنانچہ ایک روز شکار کے لیے نکلے ایک ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی اور عنایت سے ہرن کو زبان عطا فرما دی۔ اس نے اِنتہائی فصیح زُبان میں آپ سے کہا: ''تم اسی لیے پیدا کیے گئے ہو' تمہیں اسی بات کا حکم ملا ہے؟'' آپ کیلئے یہی بات توبہ کا سبب بن گئی۔ دُنیا کی حکومت و امارت سے دستِ کش ہو کر زُہد و تقویٰ کی ولایت کے حکمران بن گئے۔

غیبی رزق کی امداد کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جنگل میں مجھے ایک عمر رسیدہ شخص ملا اور کہنے لگا کہ ابراہیم! تمہیں پتہ ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ تم بغیر زادِ راہ اور سواری کے چل پڑتے ہو۔ فرماتے ہیں: میں نے سمجھ لیا کہ یہ شیطان ہے۔ اس وقت میری جیب میں چاندی کے چار سکے موجود تھے جو میں کوفہ میں اپنی زنبیل بیچ کر لایا تھا۔ وہ میں نے نکال کر پھینک دیے اور عہد کیا ہر میل میں چار سو رکعت نوافل ادا کروں گا۔ چنانچہ مجھے اس کی خاطر چار سال وہاں گزارنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت بلا تکلف روزی عطا فرماتا رہا اسی دوران مجھے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت بھی حاصل ہوئی انہوں نے مجھے اسم اعظم سکھلایا۔ اس کی برکت سے میرا دِل غیر کے خیال سے خالی ہو گیا۔

Marfat.com

درویش اور بادشاہ کا واقعہ

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے کہا مجھ سے کچھ مانگو۔ درویش نے کہا: میں اپنے غلاموں کے غلام سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ بادشاہ نے کہا: وہ کیسے' درویش نے جواب دیا: میرے دو غلام ہیں جو تیرے مالک ہیں اور وہ ہیں حرص اور امید۔

نفس کے عیوب سے بچاؤ کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص حضرت ابو محمد رویم بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: کیا حال ہوگا ایسے آدمی جس کا مذہب اس کی اپنی ہوس ہو۔ جس کے خیالات دُنیا تک محدود ہوں' جو نہ زاہد متقی ہو نہ عارف برگزیدہ ہو۔

اُنہوں نے اس بات سے اپنے نفس کے عیوب کی طرف اِشارہ کیا ہے اس لیے کہ نفس کے نزدیک دِین خواہشات کا نام ہے اور نفس کے پیروکاروں نے خواہشات کی پیروی کا نام دِین اور پیروی نفس کا نام شریعت کی تابعداری رکھ دیا ہے جو شخص ان کی روش پر چلے اگرچہ بدعتی کیوں نہ ہو وہ اُن کے نزدیک دِیندار ہے اور جو اُن کے خلاف چلے چاہے وہ متقی کیوں نہ ہو' بے دِین قرار پائے گا۔ ہمارے زمانے میں یہ فتنہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ایسے لوگوں سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سائل کو اس زمانے کے حالات کی طرف متوجہ کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود سائل کو اسی گرداب میں مبتلا دیکھا مگر اس کی اصلاح کی خاطر یہ کیفیت اپنی ذات سے منسوب کر کے بیان کی کہ یہ اِصلاح کا بہترین طریقہ ہے۔

Marfat.com

ایک ولی اللہ کے وصال کا واقعہ

حضرت خیرالنساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب آپ قریب المرگ ہوئے نماز شام کا وقت تھا۔ موت کی غفلت سے ذرا ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولیں اور ملک الموت کی طرف دیکھ کر بولے۔ تو خدا کا فرمانبردار ہے میں بھی فرمانبردار ہوں۔ جو تجھے حکم ہوا ہے وہ تو بجالا رہا ہے۔ یعنی جان قبض کرنا' جو مجھے حکم ہوا ہے وہ رہا جاتا ہے۔ یعنی نمازِ شام' جو مجھے حکم ہے وہ مجھے بجا لانے دے پھر تو وہ حکم بجالایا جو تجھے ہوا ہے۔

پانی طلب کیا۔ وضو کے بعد نماز ادا کی اور داعیٔ اجل کو لبیک کہا: اُسی رات وہ خواب میں نظر آئے۔ آپ سے پوچھا گیا' باری تعالیٰ کے حضور کیا گزری؟ فرمایا: یہ نہ پوچھو' مختصر یہ ہے کہ مجھے تمہاری دُنیا سے نجات نصیب ہوئی۔

دس درویشوں کے اِیثار کا واقعہ

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حکایات میں دیکھا ہے کہ دس درویشوں جنگل میں سفر کرتے ہوئے راستہ بھول گئے۔ اُنہیں شدت کی پیاس محسوس ہوئی جب کہ ان کے پاس پانی کا ایک ہی پیالہ تھا۔ وہ سب ایک دوسرے پر اِیثار کرتے رہے اور کسی نے بھی پانی نہ پیا۔ حتیٰ کہ ایک کے سوا باقی سب دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہ ایک درویش کہتا ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ سب ہی مر گئے تو میں نے وہ پانی پی لیا اور اسی کی قوت سے راستے پر واپس پہنچ گیا۔ کسی آدمی نے اس سے کہا کہ اگر تو بھی پانی نہ پیتا تو زیادہ بہتر تھا۔ درویش نے کہا: نہیں! میں نے شریعت کو اسی طرح سمجھا ہے کہ اگر میں اب بھی نہ پیتا تو اپنی جان کا قاتل بن جاتا۔ اس نے کہا: تو کیا وہ سب اپنی جانوں کے قاتل قرار پائیں گے؟ درویش نے کہا نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے اس لیے

Marfat.com

پانی نہ پیا تا کہ دوسرا پی لے۔ لیکن جب وہ سب ایک دوسرے کی موافقت میں فوت ہو گئے۔ اور صرف میں باقی رہ گیا تو لامحالہ شریعت کے حکم کے مطابق مجھ پر واجب ہو گیا کہ وہ پانی میں پی لوں۔

راہِ خدا میں مرنے کا واقعہ

حضرت فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو دیکھا جو موقف حج میں سر جھکائے بالکل خاموش کھڑا تھا۔ تمام لوگ تو دُعاؤں میں مشغول تھے لیکن وہ چپ چاپ کھڑا تھا میں نے کہا: اے جوان! تو بھی دُعا اور خوشی میں کیوں مشغول نہیں ہو جاتا۔ وہ کہنے لگا مجھ پر وحشت سی طاری ہو گئی ہے اور دُعا و انبساط کا جو وقت تھا وہ مجھ سے فوت ہو چکا ہے۔ اب میرے لیے دعا کرنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ میں نے کہا: تم دُعا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ اس مجمع کی برکت سے تمہیں تمہاری مراد تک پہنچا دے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس نے چاہا کہ ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کرے لیکن اُس کے اندر سے ایک نعرہ بلند ہوا اور اس نعرہ کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔

ایک چرواہے کی کرامت کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک چرواہے کے پاس سے گزرا اور اس سے پانی طلب کیا۔ وہ کہنے لگا میرے پاس دودھ بھی ہے اور پانی بھی۔ تم کیا پینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں پانی پینا چاہتا ہوں۔ وہ اُٹھا اور اپنا عصا ایک پتھر پر مارا تو اُس سے بڑا عمدہ اور شفاف پانی بہہ نکلا۔ میں اس پر بڑا متعجب ہوا تو وہ مجھ سے کہنے لگا۔ حیران ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب کوئی بندۂ حق تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بن جاتا ہے تو سارا جہان اس کا فرمانبردار بن جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت مسلم مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کا واقعہ

حضرت ابراہیم رقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اَبتدائے احوال میں حضرت مسلم مغربی کی زیارت کرنے گیا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو وہ امامت کر رہے تھے اور الحمد غلط پڑھ رہے تھے میں نے دِل میں کہا کہ میری محنت ضائع ہو گئی۔

اس رات میں وہیں رہا' دوسرے دِن طہارت کے وقت اُٹھا تا کہ نہر فرأت کے کنارے جا کر وضو کروں۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک شیر راہ میں سو رہا ہے۔ میں لوٹ آیا تو دیکھا کہ اور شیر میرے پیچھے چیختا آ رہا ہے۔ میں مجبور ہو کر رہ گیا۔

اُس وقت حضرت مسلم مغربی اپنے حجرے سے باہر نکل آئے۔ جب شیروں نے اُنہیں دیکھا تو سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے ہر ایک کا کان پکڑ کر سرزنش کی اور فرمایا: اے خدا کے کتو! کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہہ رکھا ہے کہ میرے مہمانوں کو پریشان نہ کیا کرو۔ اور مجھ سے فرمایا: اے ابواسحاق! تم لوگوں کے لیے ظاہری درستگی کے درپے ہو اور تم خلق سے ڈرتے ہو۔ اور میں حق تعالیٰ کے لیے باطن کی درستگی میں مشغول ہوں اور مخلوقِ خدا ہم سے ڈرتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سمجھانے کا اثر

کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر میں ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر تین روز رات دِن شور کرتے رہے۔ لوگوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس واقعے کی اِطلاع دی۔ آپ اُٹھے اور حضرت نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور فرمایا: ابوالحسن! اگر اِس شور ڈالنے میں تمہیں کوئی فائدہ نظر آتا ہے تو مجھے بتاؤ تا کہ میں بھی یہی کروں اور اگر جانتے ہو کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیے تا کہ تمہارا دِل خوش و خرم

Marfat.com

ہو۔ حضرت نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شور مچانے سے باز آ گئے اور فرمانے لگے ابوالقاسم! آپ بہترین معلم ہیں۔

شیطان سے بچنے کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میرے دِل میں عجیب و غریب خواہش پیدا ہوئی کہ شیطان ملعون کو دیکھوں۔ ایک روز میں مسجد کے درواز پر کھڑا تھا کہ دور سے ایک بوڑھا آتا ہوا دکھائی دیا' جس کا منہ میری طرف تھا' اُسے دیکھتے ہی ایک بھیانک سی وحشت میرے دِل میں سرایت کر گئی۔ جب وہ میرے قریب پہنچا تو میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کہ مارے وحشت کے تجھے دیکھنے کی طاقت میری آنکھوں میں نہیں ہے اور دِل تیرے خوف کے باعث تیرے خیال کو اپنے اندر لانے کی بھی ہمت نہیں رکھتا۔ اس نے کہا: میں وہی تو ہوں جس کے دیکھنے کی تمنا رکھتے ہو میں نے کہا: اے ملعون! یہ تو بتا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تجھے کون سی چیز نے باز رکھا؟ اس نے کہا: اے جنید! تیرے دِل میں یہ خیال کیسے گھر کر گیا کہ میں خدا کے سوا کسی اور کو بھی سجدہ کیا کروں۔ میں تو اس کی یہ بات سن کر حیرت میں پڑ گیا کہ ناگاہ میرے اندر سے یہ آواز آئی جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس سے کہو کہ اے ملعون! تو جھوٹ کہتا ہے۔ کیونکہ اگر تو اللہ کا ایسا ہی بندہ ہوتا تو اس کے حکم سے یوں باہر نہ چلا جاتا اور فقط اُنہی باتوں کو اپنا کر نہ رہ جاتا جن کے نہ کرنے کا حکم اس نے دِیا ہے۔

شیطان نے میرے دِل کی یہ آواز بھی سن لی اور چلا کر کہنے لگا خدا کی قسم جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! تو نے مجھے اللہ کی مدد سے جلا ڈالا۔ یہ حکایت اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شیطانوں سے بچانے کے لیے بڑے اچھے اَنداز میں اِنتظام فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حالات میں اپنے دوستوں کو شیطان کے مکروفریب

Marfat.com

سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں بیان کرتے ہیں: کہ ایک دفعہ داؤد طائی حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے' کیوں کہ میرا دِل سیاہ ہو چکا ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابوسلیمان! آپ اپنے زمانے کے بڑے عابد و زاہد ہیں' آپ کو بھلا میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ حضور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضلیت عطا فرمائی ہے' ساری مخلوق کو نصیحت کرنا آپ کا فرض ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ اے ابوسلیمان! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کل قیامت کے دِن میرے جد امجد میرا دامن نہ پکڑ لیں کہ تو نے میری متابعت کا حق کیوں ادا نہیں کیا۔ یہ معاملہ نسبت یا کسی دوسری چیز پر نہیں' بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ عمل پر منحصر ہے' یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور فرمانے لگے یا اللہ! جس کا خمیر نبوت کے پانی سے گوندھا گیا ہے' جس کی طبیعت عناصر براہین اور شواہد ربانی میں ہیں جس کے جد امجدِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جس کی والدہ سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جب وہ اس حیرانی میں ہے تو داؤد بے چارہ کون ہے' جو اپنے آپ کو کسی قطار میں شمار کرے۔

Marfat.com

اقوال زریں
حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدّ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان کا ایک ایک لفظ گوہر ابدار کی مانند ہے' جس پر وقت کی دھول نہیں پڑی' جس کی چمک و آب و تاب سے آج بھی قلب ونظر میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اُنہوں نے دِین داروں اور دُنیا داروں کے لیے اپنے کلمات طیبہ اور اقوالِ زریں کا ایسا لازوال خزانہ چھوڑا ہے جس پر اگر کوئی عمل کرے تو کبھی راہ راستے سے نہ بھٹکے۔ کچھ اقوال زریں ان کی کتاب ''کشف المحجوب'' اور ''کشف الاسرار'' سے قارئین کے لیے منتخب کیے گئے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱- جو ولی کی معرفت کے نہ ہونے کے قائل ہیں ان کا قول معتبر نہیں۔

۲- روح ایک لطیف شے ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے آمد و رفت رکھتی ہے۔

۳- جو لوگ خدا کی رحمت سے نا اُمید ہوئے' اُنہوں نے کفر اِختیار کیا اور وحدت سے اِنکار کیا بے شک نا اُمیدی شرک کی دِلیل ہے۔

۴- خداوند تعالیٰ شکستہ دِلوں میں پایا جاتا ہے۔

۵- ولی مخصوص ہے کراماتوں سے اور نبی معجزوں سے۔

Marfat.com

۶- علم سے بے پرواہی کرنا محض کفر ہے۔

۷- تجھے لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھے۔

۸- لوگوں نے حرص کا نام شریعت اور تکبر کا نام عزت رکھ لیا ہے۔

۹- غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دُنیا کو اپنے دِل کا قبلہ بنا لیا ہے۔

۱۰- پیٹ بھر کر کھانا جانوروں کا کام ہے اور یہ کوئی خوبی نہیں۔

۱۱- بے علم بادشاہ' بے عمل عالم اور بے توکل فقیر شیطان کی نزدیکی کا باعث ہیں۔

۱۲- اُستاد کا حق ضائع نہ کر۔

۱۳- حرام کے لقمہ سے پرہیز کر۔

۱۴- بھید کو نہ کھول اور نماز نہ بھول۔

۱۵- اگر کسی کی ایک کھجور کی گٹھلی بھی تجھ پر نکلتی ہو' اس سے سبکدوشی حاصل کر۔

۱۶- سچ جانو کہ تم ناپاک مٹی کا صرف ایک قطرہ ہو پھر اس تکبر ونخوت سے کیا حاصل۔

۱۷- اے دانا! ہماہی کے خیال کو اپنے دِل سے نکال اور مرد مسافر ہو جا۔

۱۸- ہر نبی لازماً ولی ہوتا ہے لیکن کوئی بھی ولی پیغمبر نہیں ہوتا۔

۱۹- یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہیے' کیوں کہ یہ ایک بہترین فرض ہے۔

۲۰- تھوڑی غذا کھانے سے عمر زیادہ طویل ہوتی ہے۔

۲۱- پروانہ شمع پر ہی جان دیتا ہے' پس اگر پروانہ کی طرح یہ جان بھی اُسی (شمع حقیقت) کے غم میں جل مرے تو بڑی بات ہے۔

۲۲- علی کو پہلے شکر کا خزانہ بخش اور پھر فقر کی دولت عطا فرما پہلے اسے کدورت سے پاک فرما اور پھر اپنا بھید مرحمت فرما پہلے صبر کی لذت عنایت کر اور پھر رنج و بیماری بھی بخش۔

Marfat.com

۲۳- مبتدی کو چاہیے کہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیوں کہ یہ راستہ اس کیلئے بہت مشکل ہے۔

۲۴- جوانوں کو چاہیے کہ وہ بوڑھوں کا اِحترام کریں، کیوں کہ وہ ان سے زیادہ متقی عابد اور تجربہ کار ہوتے ہیں، بوڑھوں کو چاہیے کہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ کم ہوتے ہیں۔

۲۵- عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم عارف بھی ہو۔

۲۶- تحفہ دہدیہ وخیرات وغیرہ کے طور پر جو چیز بے طلب خودبخود سامنے حاضر ہو جائے اسے رد نہ کر۔

۲۷- فقیر کو چاہیے کہ مرشد ہی کی حضوری رکھے یعنی مرشد کو اپنے پاس ہی سمجھے، دریائے معرفت کا غوطہ خور ہو نہ کہ کنارہ پر رہنے والا۔

۲۸- مخلوق کا مخلوق سے مانگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک قیدی دوسرے قیدی سے مدد مانگے، پس مخلوق سے سوال نہ کر، صرف اللہ پاک سے مانگ جو ساری مخلوق کا خالق ہے۔

۲۹- محبت حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی اگر محبت زبردستی پیدا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے، کیوں کہ یہ عطائے اِلٰہی ہے یہاں زور و زر کا کام نہیں۔

۳۰- جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے تابع ہیں کہ اُنہوں نے نفس کی تابعداری چھوڑ دی، ان کے وجود کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور زمین سے نباتات پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف

وصال معظم ۹ محرم الحرام ۴۶۵ ہجری

سورہ الفاتحہ ۷۰ مرتبہ' تیسرا کلمہ ۳۷۵ مرتبہ' سورہ اخلاص ۱۰۰ مرتبہ' آیتِ کریمہ ۵۰۰' خذ بیدی شیئا للہ یا حضرت شہنشاہ سیّد علی مخدوم ہجویری صاحب المدد ۵۰۰ مرتبہ' کلمہ طیب ۵۰۰ مرتبہ اور درود شریف ۵۰۰ مرتبہ پھر ذکر اور دُعا:

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں فجر کی نماز اور دُعا کے بعد جو اشعار پڑھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما
گنج بخشی آپ کی آفاق میں مشہور ہے
دِل دہی خستہ دِلوں کی آپ کا دستور ہے
زرغہ اعداء میں یہ قلب حزیں محصور ہے
المدد یا گنج بخش منتظر مجبور ہے
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما
گنج عرفان الٰہی نیز گنج عافیت
کن عطاء یا رب بایں مسکیں بنام گنج بخش
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما

Marfat.com

یا علی مخدوم ہجویری برائے ذات خویش
غیر کا ہونے نہ دو ہم کو گدایا گنج بخش
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما
گنج بخشی آپ کی مشہور ہم پہ کر کرم
کر کرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل' کاملاں را رہنما

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

مدح

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مرشد و مخدوم شیدائے کلام کبریا — ترجمان حق فدائے سنت خیرالوریٰ
داعیِ توحید و آئین محمد مصطفیٰ — طالبِ صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ و مرتضیٰؓ

سیّد و حسنیؓ حسینیؓ و امام الاصفیاء — غزنویؒ حنفیؒ جنیدی پیکر علم و ہدیٰ
راز دار و خود شناس است و حقیت میں آشنا — کشف محجوب است شاہکار ولی الاولیاء

در دیار کفر آمدؒ صاحب نور وضیا — عالماں را پیشوا و عارفاں را مقتدا
گفت تبلیغ و تصوف مرحبا صد مرحبا — بیگماں شد اوّلیں معمار پاکستان ما

خواجہ اجمیرؒ داند سیّد ہجویرؒ را — آشنا گوید بوصف آشنا و ہمنوا

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں راپیر کاملؒ کاملاں را رہنما

حضرت خطیب الملۃ جناب محمد بخش مسلم خطیب مسلم مسجد لاہور

Marfat.com

ہمارا داتا رحمۃ اللہ علیہ

ہر کڑے وقت میں ہے سب کا سہارا داتا
سارے داتاؤں کا داتا ہے ہمارا داتا
کی مدد تو نے تجھے جب بھی پکارا داتا
تیری خیرات پہ ہوتا ہے گزارا داتا
یہ سعادت ہے بخشش کا اشارا داتا
قبر سے لے کے اٹھوں نام تمہارا داتا
کیوں نہ ہو مجھ کو دِل و جان سے پیارا داتا
زِندگی ایک تلاطم ہے! کنارا داتا
سر جھکانے نہیں دیتا کسی چوکھٹ پہ مجھے
تیری غیرت تری نسبت کا سہارا داتا
دِل ہو انوار سے معمور! مقدر جاگے
جس طرف ہو تری رحمت کا اشارہ داتا
نام آ جائے ترا لب پہ جو غرقابی میں
لینے آئے مجھے طوفان میں کنارا داتا
دِل بیتاب کی تسکین مرے بس میں نہیں
لو سنبھالو ! کہ یہ ہے کام تمہارا داتا

Marfat.com

آج انوار محمد سے فضا ہے جگمگ
آاللہ اللہ یہ منظر یہ نظارا داتا

بس یہی میری دُعا ہے مری حسرت مری آس
آ سکوں پھر تری چوکھٹ پہ دوبارا داتا

روشنی شمع شریعت میں تری ذات سے ہے
گلشن دیں ترے ہاتھوں نے سنوارا یہ داتا

شہر لاہور پہ کیوں بارش انوار نہ ہو
سج رہا ہے حسنی راج دلارا داتا

غوثِ اعظم کے حوالے سے نصیر آیا ہے
اِک نظر اس پہ بھی ہو جائے خدارا داتا

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر
گولڑہ شریف

Marfat.com

حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مصحف اسرار حق بیشک ہے روئے گنج بخش
مخزن علم لدنی گفت گوئے گنج بخش
روکش فردوس اعلیٰ ہے جو کوئے گنج بخش
دل کھچا جائے مرا پھر کیوں نہ سوئے گنج بخش
ہیں نگاہ قدسیاں میں بھی عظیم المرتبت
اللہ اللہ! بارک اللہ آبروئے گنج بخش
لطف حق سے تھا انہیں حاصل حضوری کا شرف
دید روئے مصطفیٰ تھی آرزوئے گنج بخش
پی رہے ہیں تشنہ کامان محبت خم پہ خم
بادۂ عشق نبی ہے در سبوئے گنج بخش
سیرات اقدس ہے ان کی آئنہ شرع و دین
مرأت فقر و غنا و خلق، خوئے گنج بخش
منکشف ہوتے ہیں بیشک اس پہ اسرار نہاں
ہو ارادت سے جو کوئی رو بروئے گنج بخش

Marfat.com

کب تہی دست ان کے در سے ہی پھرا سائل کوئی

بحر لطف و کرم جاری ہی جوئے گنج بخش

ان کے ذکر حق میں ذوق وجد کی کیفیتیں !

رقت و سوز دروں تھا در گلوئے گنج بخش

بے مراد و ادب، گستاخ بد بخت ازل

منکر منشائے فطرت سے ہے، عدوئے گنج بخش

مہبط نور معارف ہے فدا قلب حضور

ہو نہ کیوں ہر اہلِ دِل کو جستجوئے گنج بخش

(الطاہر فدا حسین فدا)

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

ناشر
اکبر بک سیلرز
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com